بیاد
حضرت مولانا
مفتی محمودؒ

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور
پاکستان

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی
دامت برکاتہم

26
43، 44

جمہوریہ گرینیڈا میں امریکی مداخلت: شرمناک حرکت

سول انتظامیہ اور
فوج کی کلیدی اسامیوں پر
فائز قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔
ختم نبوت کانفرنس
کا مطالبہ

۲۸ محرم تا ۵ صفر ۱۴۰۴ھ
۴ نومبر تا ۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء
قیمت -/۲ روپے
شمارہ ۴۳-۴۴

نعت

رہبرِ عالم محسنِ انساں صلّی اللہ علیہ وسلّم
ہادیٔ برحق حاملِ قرآں صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ کے در کا جو منگتا ہے رتبے میں شاہوں سے سوا ہے
آپؐ ہیں سلطانوں کے سلطاں صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ سا کوئی محسنِ اعظم دہر میں کب ہے رحمتِ عالم
آپؐ کی ذات سراپا احساں صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ وقارِ بزمِ ہستی آپؐ مدارِ عالمِ ہستی
آپؐ بہارِ گلشنِ دوراں صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ کی عظمت آپؐ کی شوکت کیسے بیاں ہو شاہِ رسالت
آپؐ کا واصف صرف ہے یزداں صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ کے ہیں جو "چار خلیفہ" ان سب پر ہے لطف خدا کا
ساری خدائی ان پر نازاں صلّی اللہ علیہ وسلّم

دنیا کو خوشحال بنایا بد کو با اقبال بنایا
آپؐ کا ہے یہ کارِ نمایاں صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ معلّم بن کے آئے دنیا کو اخلاق سکھائے
آپؐ کی سیرت ہم پر قرباں صلّی اللہ علیہ وسلّم

لطف و عطا تھی آپؐ کی عادت شفقت رحمت اور مودّت
ظالم تھے انگشت بدنداں صلّی اللہ علیہ وسلّم

چاند ستاروں میں جو ضیا ہے آپؐ کے نقشِ پا سے ملی ہے
آپؐ کے دم سے ہیں یہ فروزاں صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپ سراپا رحم و کرم ہیں ایک نگاہِ مہر ادھر بھی
ہے یہ سرورؔ بھی لطف کا خواہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم

سرورؔ بجنوری

جمہوریہ گرینیڈا میں امریکی مداخلت : شرمناک حرکت

۲۵۔ اکتوبر کو براعظم امریکہ کے بحیرہ کریبین کے ایک ملک گرینیڈا میں امریکی افواج نے چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

یہ کسی سُپر پاور کی طرف سے ایک کمزور اور چھوٹے ملک کے خلاف تازہ ترین جارحیت ہے۔ مسلح امریکی مداخلت کے خلاف اُس کے مغربی اتحادیوں نے جو ردِّعمل ظاہر کیا ہے وہ خلاف توقع ہے۔ برطانیہ کے اعلیٰ حکام نے مذمت کے لیے خاصے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ خود امریکہ میں بھی اس کے خلاف احتجاج ہو رہا ہے۔

گرینیڈا پر حملہ کی رات امریکی وزیر خارجہ جارج شلز نے ریڈیو پر ایک پریس کانفرنس کی جس میں حملہ کی توجیہہ یہ پیش کی گئی کہ یہ کارروائی خالصتاً امن قائم کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ اور یہ کہ اس کی درخواست بحیرہ کریبین کے چھ جمہوری ملکوں جمیکا، بارباڈوس، ڈومنیکا، سینٹ لوسیا، سینٹ ونسٹن اور انٹی گوا کی مشترکہ اور باضابطہ درخواست پر کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ ایسی ہی توجیہہ رُوس نے افغانستان میں، ویت نام نے کمپوچیا میں اور اسرائیل نے لبنان میں مداخلت کے وقت پیش کی تھی۔

ویت نام سے نکلنے کے بعد کسی آزاد اور خود مختار ملک میں امریکہ کی یہ پہلی مسلح مداخلت ہے جو اس نے اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر کی ہے۔ کیوبا اس جزیرے سے زیادہ دُور نہیں ہے۔ دو ہفتے قبل یہاں مسلح افواج نے منتخب کمیونسٹ وزیر اعظم بشپ اور چند وزراء کو قتل کر دیا تھا اور حکومت فوجی کونسل چلا رہی تھی۔ گو کہ فوجی کونسل بھی کمیونسٹ عناصر پر مشتمل تھی اور وزیر اعظم کو قتل کرنے کے اقدام کو ناپسندیدگی کی نظر سے

بیاد حضرت مولانا مفتی محمودؒ

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

جلد ۲۶ شمارہ ۴۳، ۴۴

جمعۃ المبارک ۲۸ محرم تا ۵ صفر ۱۴۰۴ھ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ
ابوعمار زاہد الراشدی

مدیر
زاہد بن شہری

بدل اشتراک
سالانہ : ۸۰ روپے
ششماہی : ۴۰ روپے
سہ ماہی : ۲۰ روپے

قیمت فی پرچہ ۲ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور
یکے از مطبوعات [illegible] اسلام پاکستان

ناشر عبیداللہ انور مطبع افضل شریف پرنٹرز رنگ محل لاہور ۔ ۸

دیکھنے کے باوجود کیوبا نے فوجی حکمرانوں کے اس اقدام پر کوئی منفی ردعمل ظاہر نہیں کیا لیکن فوجی کونسل کے خلاف گرینیڈین عوام کی بڑھتی ہوئی مخالفت نے ملک میں جو انارکی اور خانہ جنگی کی سی صورت پیدا کر دی تھی اس سے کیوبا کو گرینیڈا میں نئے فوجی انقلاب کی بو محسوس ہو رہی تھی اور ہو سکتا تھا کہ نیا انقلاب کیوبن اثر سے آزاد ہوتا۔ ادھر امریکی حکومت نے بھی گرینیڈا میں صورت حال بھانپ کر باقاعدہ مسلح مداخلت کا پلان تیار کیا اور اس میں چھ کریبین ممالک کی فوجوں کو بھی شامل کر کے حملہ کر دیا۔ مشرقی یورپ، بھارت، کیوبا اور روس کا احتجاج تو فطری ہے لیکن پوری دنیا امریکہ کے اس جارح اقدام پر برافروختہ ہے اس مداخلت سے نہ تو امریکہ کے رعب و دبدبہ میں اضافہ ہوگا اور نہ بین الاقوامی عزت و وقار بام عروج کو پہنچے گا۔ بلکہ کمزور ممالک اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ غیر محفوظ سمجھنے لگے ہیں۔

امریکی کارروائی سے بھارت، اسرائیل اور ویت نام ایسی چھوٹی سپر پاور کو اپنے پڑوسی ممالک میں جارحیت کا حوصلہ اور شہ مل سکتی ہے۔

امریکی جارحیت کا انجام کیا ہوگا، اس کا کسی کو حتمی طور پر پتہ نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہوگا کہ افغانستان میں روس کی مداخلت میں شدت آ جائے گی، سری لنکا اور پاکستان کے معاملات میں بھارت کی دخل اندازی بڑھ جائے گی، لبنان میں فلسطینیوں اور لبنانیوں پر اسرائیل کا ظلم و تشدد نقطۂ عروج کو پہنچ جائے گا۔

اقوام متحدہ، غیر جانبدار ممالک کی تنظیم اور یورپی برادری تینوں کو پتہ ہے کہ جارحیت کا منبع کس طرح بند ہو سکتا ہے۔ لیکن آنکھیں موند کر محض قرارداد پاس کرنے سے کمزور اور چھوٹے ممالک تحفظ نہیں پا سکتے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اقوام متحدہ اور بین الاقوامی ادارے ایسی صورتحال پیدا ہی نہ ہونے دیں۔ اگر خدانخواستہ ایسی صورت حال پیدا ہو بھی جاتے تو پھر اس کا توڑ بھی فوری ہونا ضروری ہے۔ بصورتِ دیگر چھوٹے ممالک کو ڈرانے دھمکانے، نوآبادی بنانے اور اپنی چھتری تلے رکھنے کی بڑی طاقتوں کی پالیسی کو دوام ملے گا اور کمزور ممالک اپنا امن وچین اور معاشی خوشحالی کھو بیٹھیں گے۔

اگر کمپوچیا میں ویت نام، افغانستان میں روس، لبنان میں اسرائیل اور سکم میں بھارت کی مداخلت کے وقت اقوام متحدہ محض کاغذی کارروائی پر اکتفا نہ کرتی تو آج امریکہ کو گرینیڈا پر حملہ کی جرأت نہ ہوتی۔ جس جرأت سے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل مسٹر پیریز دی کوئیار نے گرینیڈا میں تمام سفارت خانے بند کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے ایسی ہی جرأت وہ افغان مسئلہ میں بھی بروئے کار لاتے تو مسئلہ فوری طور پر حل ہو جاتا لیکن چونکہ روس اور امریکہ دونوں ہی اس مسئلہ کو حل کرنے میں سنجیدہ نہیں ہیں، اس لیے افغان مسئلہ ہنوز جوں کا توں ہے بلکہ اپنی اہمیت کھوتا جا رہا ہے

گرینیڈا میں امریکی مداخلت ہر اعتبار سے قابل مذمت ہے۔ اقوام عالم کو اس مسئلہ میں سنجیدگی اختیار کر کے حالات کا رخ بھانپنا چاہیئے اور مستقبل قریب میں چھوٹے ممالک کے خلاف رونما پذیر ہونے والے واقعات کی روک تھام کے لیے فوری قدم اٹھانا چاہیئے ورنہ چھوٹے ممالک میں مسلح مداخلت کی یہ ریت تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اور اگر انجمن اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں نے اس بر خود غلط روش کے سدباب اور چھوٹے ممالک کے تحفظ کی خاطر کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو پھر تیسری دنیا کے ممالک کو اقوام متحدہ سے اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرنا چاہیئے اور کمزور اور غیر مستحکم ممالک کی ایک تنظیم تشکیل دے کر اپنے مسائل خود حل کرنا چاہئیں اور روس اور امریکہ کے سایہ عافیت میں پناہ لینے کی بجائے اپنے تحفظ کی خاطر اپنی مشترکہ فوج قائم کرنا چاہیئے سپر پاور کی دہشت گردی سے بچاؤ کا یہی ایک طریقہ ہے

ناصر بنوشہری

30/10/83

دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس ربوہ کی روداد

زاہد بلند شہری

سول انتظامیہ اور فوج کی کلیدی اسامیوں پر فائز قادیانیوں کو ہٹایا جائے

حکومت مولانا اسلم قریشی کو فوری طور پر زندہ یا مردہ حالت میں برآمد کرے۔

اسلم قریشی کے اغوا میں مرزا طاہر احمد ملوث ہے۔

قادیانی جماعت اسلم قریشی کیس کی تفتیش کا رُخ موڑنے پر دس لاکھ روپے خرچ کر چکی ہے۔

۱۹۴۸ء میں قادیانیوں کو دیا گیا اسلحہ فوری طور پر واپس لیا جائے۔

کُل پاکستان مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دوسری سالانہ کانفرنس ربوہ میں بڑی شان و شوکت اور تزک و احتشام سے منعقد ہوئی۔ پورے ملک سے ختم نبوت کے پروانے حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ، ختم الرسل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس ختم نبوت کی حفاظت کے عہد کی تجدید نو کے لیے قادیانیوں کے گڑھ ربوہ میں اکٹھے ہوئے۔ اتحاد و اتفاق کا جو سماں وہاں دیکھنے میں آیا بہت کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ جامع مسجد اور اطراف میں ختم نبوت کے پروانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ کانفرنس دو روز تک جاری رہی۔ دو دنوں میں چھ اجلاس ہوئے صدارت مختلف علماء کرام نے کی۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا علاؤ الدین نے فرمایا کہ قادیانیت پاکستان میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان اور اسلام کو نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع یہ لوگ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کلیدی اسامیوں پر فائز قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے علیحدہ کیا جائے۔

سعودی مندوب نے عربی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں پاکستان میں یہ دیکھنے آیا ہوں کہ یہاں کے مسلمان ناموس ختم نبوت کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ اور ختم نبوت کے لئے کیسا کام ہو رہا ہے۔ الحمد للہ یہاں کے مسلمانوں کا اس بارے میں جذبہ لائق ستائش ہے۔

جماعتِ اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنرل قاضی حسین احمد نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام انبیاء کرام کے امتیازی اوصاف میں دو باتیں نمایاں نظر آتی ہیں۔ ایک یہ کہ فقر اور دوسرا جہاد۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی اس کے برعکس گزری ہے۔ اس نے تمام عمر فقر کی بجائے عیاشی میں گزار دی۔ اور تا دم حیات انگریز کی کاسہ لیسی کرتا رہا۔ انگریز کے کہنے پر جہاد کو منسوخ کر دیا۔ وہ حق و باطل کے درمیان کشمکش کی بجائے باطل کے حق میں میدان میں اُترا۔ وہ دین جو جہاد کی مخالفت کرے وہ حق نہیں ہوتا۔ عافیت کوشوں کی قوت نہیں ہوتی۔ استعمار نے مرزائیت کی پرورش کی اور جہاد اس کے ذریعہ منسوخ کرایا۔

انگریز کی کوشش تھی کہ عوام کی قیادت علماء سے کسی طرح چھین لی جائے۔ اس نے علماء کے خلاف ایک طبقہ پیدا کیا اور قیادت مغربی ذہن کے لوگوں کے ہاتھ میں دے دی اور ایک جھوٹا نبی پیدا کیا۔ سامراجی طاقتیں بدستور مرزائیت کی پشت پناہی کر رہی ہیں اور یہ گروہ سامراجیوں کے مفادات کی حفاظت کر رہی ہیں۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ مرزائیوں کے خلاف اتحاد کی ضرورت ہے۔ آج ضرورت ہے کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان اس مشترکہ اختلاف کی موجودگی میں مسلمان آپس کے تمام اختلافات بھلا دیں، فروعی جھگڑوں کو پس پشت ڈال دیں۔

انہوں نے کہا کہ اگر مرزائیوں کو پاکستان میں رہنا ہے تو انہیں ذلیل ہو کے رہنا ہو گا ورنہ انہیں خلافِ قانون قرار دیا جائے کیونکہ قادیانی کوئی مذہب نہیں ہے حضور علیہ السلام کی امت میں نقب لگانا کوئی مذہب نہیں۔ قادیانیوں کو تمام اہم اسامیوں سے علیٰحدہ کیا جائے۔ اقلیت قرار دینے کی قرارداد پر مکمل طور پر عمل کیا جاوے۔

کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ایک مسلمان اکثریت والے ملک میں اقلیت مسلمان کو اغوا کر کے لے گئے ہیں اور کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے سیکرٹری اطلاعات و نشریات مولانا زاہد الراشدی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ نوے سال سے جس راستے پر گامزن ہیں آپ نے کیا کھویا کیا پایا ہے۔ تم نے انگریز کی ایجنٹی کی ہے۔ سامراج کے سہارے اپنی نبوت چمکائی اس

کے لیے جاسوسی کی۔ اس کی ایجنٹی کرتے رہے۔ آپ خود اس کے اقراری ہیں۔ برطانیہ کا اقتدار اور دبدبہ ختم ہو چکا ہے لیکن برطانیہ کی بجائے دوسرے سامراج کو ایجنٹی کے لیے تلاش کر لیا ہے۔

راشدی صاحب نے کہا کہ قادیانی امت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں مسلمانوں کے جذبات دیکھ چکی ہے۔ انشاء اللہ وہی جذبات ۱۹۸۴ء میں بھی دیکھے گی۔

انہوں نے کہا کہ کتنی عجیب بات ہے کہ یہ لوگ رہتے پاکستان میں ہیں اور تحفظ کے لیے ہزاروں میل دور بیٹھے سامراج کی طرف دیکھتے ہیں۔ ہم قادیانیوں کو دو باتوں کی دعوت دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مرزا کی پیروی چھوڑ دیں ہم انہیں کھلے دل سے امت مسلمہ میں جذب کرنے کو تیار ہیں۔ اگر انہیں یہ منظور نہیں تو پھر قادیانیوں کو اس ملک کے قانون اور عوام کا فیصلہ منظور کرنا پڑے گا۔ ان دو باتوں کے علاوہ تیسری بات نہیں ہو سکتی۔ قادیانی دو میں سے ایک بات مان کر ہی اس ملک میں رہ سکتے ہیں۔ یہ فیصلہ خدا کا ہے اور اس ملک کے آئین کا ہے۔ ایک بات کو ماننا ہوگا ورنہ پاکستان کے مسلمان ان کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتے۔ قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان آپس میں مختلف فرقوں میں بٹے ہوتے ہیں۔ ان کے دل کی کلیاں اس وقت کھل اٹھتی ہیں جب مسلمان آپس میں جھگڑتے ہیں۔ یہ لوگ آپس کے جھگڑے کی آگ کو ایندھن مہیا کرتے ہیں لیکن انہیں جان لینا چاہیئے کہ ہمارے جھگڑے وقتی ہیں، بھائیوں کے جھگڑے ہیں۔ اس بات کا ثبوت ۵۳ء اور ۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت میں انہیں مل چکا ہے — مسلمانوں کی مذہبی جماعتیں پہلے بھی قادیانی جارحیت کے مقابلے میں متحد تھیں اور آج بھی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ سیالکوٹ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا اسلم قریشی کا قرض مرزائی ٹولے کے سربراہ مرزا طاہر احمد کے ذمہ ہے۔ یہ قرض اس سے ضرور وصول کیا جائے گا۔

مولانا زاہد الراشدی نے مزید کہا کہ صدر مملکت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مرزا طاہر احمد اور ان کی جماعت سامراجیوں کی ایجنٹ اور جاسوس ہے۔ کشمیر کا مسئلہ اور بنگلہ دیش کا قیام دونوں قادیانیوں کی سازشوں کی پیداوار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صدر ضیاء کے گرد ملک و قوم کے دشمنوں کی منڈلی ہے لیکن صدر ضیاء الحق انہیں پہچان نہیں رہے ہیں۔ وہ صدر کو غلط مشورے دے کر ملک و قوم کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔ اگر صدر ضیاء نے انہیں نہ پہچانا، تو قادیانیوں کا سامراجی ٹولہ ملک و قوم کو لے ڈوبے گا۔

جمعیۃ علماء برطانیہ کے صدر علامہ خالد محمود نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی پاکستان کی کل آبادی کا ایک فیصد سے بھی کم ہیں لیکن یہ بات باعث حیرت ہے کہ وفاقی و صوبائی حکومتوں اور فوج میں کلیدی اسامیوں پر قادیانی کل کلیدی اسامیوں کا بیس فیصد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی چاہتے ہیں کہ اسلام کے ساتھ قوت و شوکت باقی نہ رہے۔ یہی بات انگریز کہتا تھا کہ اپنے پورے فرائض و احکام پورے کرتے رہو لیکن اقتدار اور حکم ہمارا تسلیم کرو۔ یہی قادیانی چاہتے ہیں۔ وہ اسلام کو قوت و شوکت میں نہیں دیکھنا پسند کرتے۔ قادیانی ٹولہ عقیدہ ختم نبوت اور عقیدہ حیات عیسیٰؑ کا اتنا دشمن نہیں ہے جتنا کہ وہ پاکستان کا ہے کیونکہ پاکستان مسلمانوں کا آزاد ملک ہے اور مسلمانوں کی شان و شوکت پاکستان سے ہے۔

علامہ صاحب نے فرمایا کہ قادیانیوں کو ہمارے روزہ نماز اور قرآن و اذان سے اتنی دشمنی نہیں۔ وہ اپنا اقتدار تسلیم کروانا چاہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کی سرپرستی میں یہی مشن لے کر اٹھا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ برصغیر کا مسلمان اس کا اقتدار تسلیم کریں۔ اسی لیے اس نے جھوٹے نبی کا سوانگ رچایا۔ اس طرح وہ قوت و شوکت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسلام سے یہ دونوں چھیننا اس کا مقصود اول تھا۔ اس لیے پہلے قدم کے طور پر انگریز نے اس سے جہاد باطل قرار دلوایا کیونکہ جہاد سے اسلام کی شان و شوکت و قوت قائم رہتی ہے انگریز سامراجی نے مرزا قادیانی سے مسیح موعود کا دعویٰ کرایا تاکہ جہاد باطل کروانے کے لیے وجہ تلاش کی جا سکے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ نزول کے وقت جہاد ختم کر دیں گے۔

انہوں نے کہا کہ اسلام کو قوت و شوکت اس صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ فوج اور وفاقی و صوبائی انتظامی اداروں کی تمام کلیدی اسامیوں پر فائز بیس فیصد قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے ہٹایا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب مدظلہٗ نے اپنے خطاب میں موجودہ حکومت پر شدید نکتہ چینی کی اور فرمایا کہ موجودہ حکومت پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا دعویٰ کرتی ہے لیکن عمل اس کے بالکل الٹ ہے۔ اسلامی مملکت ہوتے ہوئے بھی قادیانی کھلم کھلا اپنی سازشوں میں مصروف ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اگر پورے آئین پر عمل نہیں کر سکتی تو ۷۴ء کی قادیانیوں کے خلاف کی گئی ترمیم پر ہی پوری طرح عمل کرے تاکہ قادیانی ٹولے کو ان کا صحیح مقام دیا جا سکے۔

مولانا محمد اسعد صاحب سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے لیکن یہاں ہر کام اسلام کے خلاف

سرانجام دیا جاتا ہے۔ قادیانی مختصر سی تعداد میں ہونے کے باوجود پوری مملکت اور امور مملکت پر حاوی ہیں۔ سامراجی طاقتیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ ہمارے حکمران یہ جاننے کے باوجود اقتدار کے نشے میں ڈوبے ان کی سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کے صدر مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری نے کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں اسلام اور قرآن و نبوت کے خلاف بات کرنے والوں کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جعلی افسر، جعلی پولیس والا، جعلی میجر یا حکومت کا کوئی جعلی عہدیدار پکڑا جائے تو اس کے خلاف فوری کارروائی کی جاتی ہے، اس کو سخت سے سخت سزا دی جاتی ہے لیکن قادیانی ٹولہ نوے سال سے حضور علیہ السلام کی نبوت پر ڈاکہ ڈالے ہوئے ہیں، جعلی نبی کی نبوت کا پرچار کر رہے ہیں، لیکن حکومت کے کان پر جوں نہیں رینگ رہی۔ آخر کیا بات ہے ناموس رسالت پر وہ حرکت میں کیوں نہیں آتے۔ کس قوت سے ڈرتے ہیں، کس سے خوفزدہ ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جعلی نبی کے پیروکاروں کے خلاف آئین کے مطابق کارروائی کی جائے بصورت دیگر مسلمان انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

مولانا عبدالرحمٰن صاحب یعقوب باوا نے اپنے خطاب میں انکشاف کیا کہ فوج اور سول انتظامیہ میں موجود کلیدی اسامیوں کے قادیانی افسران مسلمان ملازمین کو پریشان کر رہے ہیں، ملک اور مذہب کے خلاف نقب لگا کر انہیں نقصان پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک قادیانی گروہ کے خلاف باقاعدہ اور مؤثر کارروائی نہیں ہوتی یہ مسئلہ وہیں کا وہیں رہے گا۔

مشرق کے فیچر رائٹر کنور انتظار محمد خان ایڈووکیٹ نے کانفرنس کی ایک نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت میں زیادہ تر مسلمان ہی شہید ہوئے۔ معاشی طور پر بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قادیانی مسلح تھے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ ۱۹۴۸ء میں قادیانیوں نے ایک نیم عسکری تنظیم قائم کی تھی۔ اس کا نام فرقان فورس رکھا گیا تھا اور اس نے جنگِ کشمیر میں حصہ لیا تھا۔ اس عسکری تنظیم کو حکومتِ وقت نے اسلحہ کے لائسنس دیے تھے۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک میں قادیانیوں نے اسی اسلحہ کو استعمال کیا تھا۔ حکومت کے پاس اس بات کی شہادت موجود ہے لیکن اس کے باوجود حکومت نے ان سے نہ تو اسلحہ لیا ہے اور نہ ان کے لائسنس منسوخ کیے ہیں۔ انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت اور مسلمانوں کی تمام مذہبی جماعتوں کو مشورہ دیا کہ ختم نبوت فورس قائم کی جائے، انہیں اسلحہ دیا جائے تاکہ قادیانی جارحیت کا سدباب کیا جا سکے کیونکہ یہ وقت قادیانیوں کے خلاف قراردادیں پاس کرنے کا نہیں بلکہ عملی کام کرنے کا ہے۔

ولی ابن ولی حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ کے صاحبزادے محمد اجمل قادری نے کانفرنس کی رات کی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مسئلہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے سے حل نہیں ہوگا، اس کے لیے عملی کام کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرزائی پہلے اتنے قوت میں نہ تھے جتنے اب ہیں۔ موجودہ حکومت نے انہیں ضرورت سے زیادہ چھوٹ دے دی ہے۔ انہوں نے حکومت اور مرزائیوں کو متنبہ کیا کہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں ختم نبوت کی تحریک چل سکتی ہے تو آج بھی چل سکتی ہے۔ مسلمانوں کی خاموشی سے حکومت یہ نہ سمجھے کہ ان میں دم خم نہیں ہے۔

انہوں نے اسلم قریشی کے اغواء کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اسلم قریشی کا اغواء یا قتل حکومت کے حق میں اچھا ہے نہ مرزائیوں کے حق میں۔

معروف قلم کار نعیم آسی نے کانفرنس کی تیسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے اسلم قریشی کے اغواء اور اس کے بعد کی مفصل کارروائی پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ اسلم قریشی کو گم ہوئے عرصہ گزر چکا ہے لیکن حکومت ابھی تک ہم سے قتل یا اغواء کا ثبوت طلب کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلم قریشی کا مسئلہ اب ایسے مرحلے پر آگیا ہے کہ ہم مزید خرد برد اور سستی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب نعیم آسی نے اسلم قریشی کیس کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک شخص رانا صفدر جنگ قادیانی مولانا اسلم قریشی کے لڑکے صہیب اسلم کو ایک ہمدرد کے روپ میں ملا اور بتایا کہ میری بڑی آمدنی ہے۔ میں تمہیں بیرون ملک لے جا سکتا ہوں کیونکہ مغربی جرمنی میں بڑے بڑے افسران اور وزراء سے میرے تعلقات ہیں۔ بعدازاں وہ صہیب اسلم سے متعدد بار ملا۔ ایک مرتبہ اسے سیر کی پیشکش کی، لیکن صہیب نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ پھر ایک دن وہ کیمرہ ہمراہ لایا اور گھر اور صہیب اسلم کی چار تصویریں بنائیں اور اس کے بعد وہ شخص غائب ہو گیا۔ صہیب اسلم نے اس صورت حال کی ہمیں اطلاع دی۔ ہم نے پولیس کو اس کی اطلاع کی۔ پولیس نے چھان بین کی، پتہ چلا کہ وہ ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ ہوٹل بھی قادیانی کی ملکیت ہے۔ پتہ چلا کہ ہوٹل میں اس نے اپنا نام ایم ایس۔ رانا لکھوایا۔

ہے اور پتہ لاہور کا، لیکن تحقیق پر پتہ چلا کہ وہ لاہور میں نہ تھا۔ پھر بعد ازاں انتہائی ڈرامائی انداز میں وہ پولیس کے ہتھے چڑھ گیا۔ ہوا یوں کہ اب ملک منظور الہٰی (جو اس کیس کے قانونی وارث ہیں اور انہوں نے ایف۔ آئی۔ آر درج کرائی ہے) پر اس کی نظر تھی۔ وہ صبیب اسلم کے گھر کی تصویریں اتارنے کے دو ماہ بعد ملک صاحب کے دفتر میں آیا اور ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ ملک صاحب کو کچھ شبہ گزرا تو انہوں نے اسے باتوں میں لگایا اور انٹیلیجنس کے ذریعے پکڑوا دیا۔ اس کے پاس سے ۹۰۰ جرمن مارک اور ۲۶۰۰ پاکستانی روپے برآمد ہوئے۔ اس کا کیس کرائم برانچ کے سپرد ہونا چاہیئے تھا لیکن پولیس نے چار روز تک اس کا نام ظاہر نہیں کیا۔ اسلم قریشی کیس کی تفتیشی ٹیم کو پتہ چلا تو اس نے پولیس سے مطالبہ کیا۔ ۱۷ اکتوبر کو کرائم برانچ نے صفدر جنگ کو اپنی تحویل میں لیا۔ ۱۷ دن میں اس نے صرف اتنا بتایا کہ وہ قادیانی ہے اور وہ پانچ بھائی ہیں۔ اس کا آبائی گاؤں وہی ہے جو اسلم قریشی کا ہے اور آج کل اس کا خاندان خیرپور ٹامیوالی میں مقیم ہے۔ اس نے مزید بتایا کہ اس کے پاس دو لاکھ روپیہ تھا۔ اس کو وہ کاروبار میں لگانا چاہتا تھا؛ اس نے مرزا طاہر احمد سربراہ مرزائی جماعت سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ وہ دو لاکھ روپیہ لاہور کی فلاں فرم کے مالک فلاں شخص (یہاں مصلحت کے تحت نام ظاہر نہیں کیا جا رہا ہے) کے پاس لے جاؤ۔ وہ تمہیں بتائے گا کہ کیا کرنا ہے۔ وہ شخص جس کے پاس صفدر جنگ نے سرمایہ کاری کرنا تھی ریٹائرڈ بریگیڈیر اور قادیانی ہے۔ اس نے مشورہ دیا کہ وہ سیالکوٹ میں کھیلوں کے سامان اور آلات جراحی کا پتہ کرے۔

جناب نعیم آسی نے کہا کہ ہم نے تفتیشی ٹیم سے کہا کہ اس شخص سے پوچھا جائے کہ اسلم قریشی کا لڑکا کیا جراحی کے آلات اور کھیلوں کے سامان کا کام کرتا ہے جو اس سے ملاقات کرتا رہا؟ اور یہ کہ اس مشن پر اس کو کس نے مامور کیا؟

جناب نعیم آسی نے انکشاف کیا کہ قادیانیوں نے اسلم قریشی کیس ٹھنڈا کرنے کے لیے دس لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔ پولیس نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ ہم جلد جواب دیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ سلجھتا نظر نہیں آتا۔

مسلمانوں سے میری درخواست ہے کہ وہ حالات پر نظر رکھیں کیونکہ مرزا طاہر احمد جس طرح چوروں کی طرح ملک سے فرار ہوا تھا وہ رانا صفدر جنگ قادیانی کی گرفتاری کے فوری بعد پاکستان واپس آگیا اور بذریعہ پی پی آئی کے ذریعے خبر دلوائی کہ "میں آگیا ہوں"۔

انہوں نے حکومت اور پولیس کو متنبہ کیا کہ وہ رانا صفدر قادیانی کو خرد برد نہیں ہونے دیں گے اور اس سلسلے میں نئی کہانی افسانہ یا داستان نہیں سنیں گے۔ معاملہ درست ہے اور اب سکینڈل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پولیس اور حکومت کو اب بتانا چاہیئے کہ اسلم قریشی مُردہ یا زندہ کہاں ہے؟

سیالکوٹ کے معروف عالم دین مولانا مفتی مختار احمد صاحب گجراتی نے کانفرنس کی ایک نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس لیے اس معاملے میں مسلمان پہلے بھی اکٹھے ہوئے تھے اب بھی ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ناموس ختم نبوت کے لیے عام مسلمانوں سے بیعت لی جائے، اور یہ ثابت کر دیا جائے کہ مسلمان ایک قوم ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں میں اختلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان آپس میں چھوٹے مسائل میں اختلاف کر سکتے ہیں، لیکن ختم نبوت میں اختلاف آپس میں ممکن نہیں۔ اب ناموس رسالت ختمی المرتبت کی محافظت کا وقت آن پہنچا ہے اور راستے کی ہر دیوار ڈھے جائے گی۔

بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا عبدالقادر صاحب آزاد نے فرمایا کہ ۱۹۶۷ء میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ ایوب مرحوم کے ایک وزیر خواجہ شہاب الدین نے مذہب کے متعلق ایک نازیبا بات کی، تو حضرت مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور ایک بے ریش شخص اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ یہ حضرات اور خواجہ شہاب الدین باہم دست و گریباں ہوتے دیگر لوگوں کی وجہ سے بیچ بچاؤ ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد مفتی اعظم فلسطین نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے تمہارے یہاں دینی جذبہ موجود ہے اور بھری مجلس میں تینوں حضرات اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہمارے ملک میں کوئی شخص نازیبا بات کہہ دے تو کوئی پوچھتا نہیں۔ تمہارے یہاں داڑھی والا اور بے داڑھی والا تمام میں دینی غیرت موجود ہے؟ میں نے عرض کیا حضرت آپ خود ہی ارشاد فرمائیں۔ مفتی اعظم فلسطین فرمانے لگے کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہمارے زعما کو لاکھوں روپے تنخواہ ایئر کنڈیشن کاریں اور پرتعیش بنگلے ملتے ہیں۔ ان چیزوں نے علماء کو عوام سے دُور کر دیا ہے جبکہ تمہارے یہاں علماء کرام کی معاونت سے جیسے تیسے دین کی تبلیغ کرتے ہیں۔ قوم کو مذہبی تعلیم دیتے ہیں لیکن ہمارے یہاں علماء کو عوام سے دُور رکھا جاتا ہے۔

مولانا آزاد نے کہا کہ الحمد للہ عوام میں ختم نبوت کے متعلق جوش و جذبہ اسی طرح پہلے تھا اب موجود ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ آپس میں اتحاد

کرکے قادیانیوں اور ساہراجیوں کو بتادیا جائے کہ مسلمان اپنے رسول کی نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ ربوہ کے تعلیم الاسلام کالج کی لیبارٹری میں سے ہوائی جہاز کا ڈھانچہ اٹھوایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں ہوائی جہاز کے ڈھانچے کی بھلا کیا ضرورت پیش آئی۔ ملک کے بڑے بڑے کالجوں میں سے کسی کالج میں ہوائی جہاز کا ڈھانچہ نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے قادیانیوں نے ربوہ کی پہاڑی سرزمین (جیسا کہ جبل لبنان میں ہے) کو مدنظر رکھتے ہوئے پیشگی ہوائی تربیت کا انتظام کر رکھا ہے۔

مولانا امجد تھانوی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر ضیاء الحق کے قول وفعل میں خاصا تضاد پایا جاتا ہے۔ انہوں نے سکھر میں اپنے عقیدہ کے بارے میں تسلی بخش وضاحت نہیں کی۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ اسلام کی خدمت نہیں ہے۔ اصل خدمت یہ ہے کہ حکومت کی کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔

انہوں نے سوال کیا کہ حکومت اسلام نافذ کرنے کے لیے ساری عمر چاہتی ہے لیکن مارشل لاء کے لیے صرف ایک رات کی ضرورت ہے۔ کیا اسلام ایک رات میں نافذ نہیں ہو سکتا؟ انہوں نے الزام لگایا کہ حکومت مسلمانوں کے جذبات سے کھیل رہی ہے

مولانا غلام مصطفےٰ بہاولپوری نے کانفرنس کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان کو قادیانیوں کے خلاف پاس کی گئی ۷۴ء کی آئینی قرارداد پر پورا عمل کرنا چاہیئے۔ انہوں نے سیاسی لیڈروں سے کہا کہ وہ جمہوریت کے لیے اکٹھے ہو سکتے ہیں تو ختم نبوت کے لیے کیوں نہیں ہو سکتے، انہیں چاہیئے کہ وہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بھی اپنے اختلافات اسی طرح بھلا دیں جس طرح جمہوریت کی بحالی کے لیے بھلا دیے ہیں۔

گوجرانوالہ کے بریلوی مکتب فکر کے ایک عالم دین مولانا لطیف احمد صاحب چشتی نے فرمایا کہ دنیا و آخرت میں کامیابی اس مسلمان کی ہوگی جو ختم نبوت کے لیے جدّوجہد کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گوجرانوالہ کے ڈی آئی جی نے قسم کھا کر کہا کہ مولانا اسلم قریشی کو قادیانیوں نے اغوا یا شہید نہیں کیا، لیکن ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اسلم قریشی کے اغوا یا قتل میں قادیانی براہ راست ملوث ہیں

اہل حدیث مکتب فکر کے مولانا حفظ الرحمٰن نے کہا کہ قادیانیوں کے نزدیک ربوہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۴۸ء میں جب ربوہ آباد کیا گیا تو ریلوے سٹیشن اور ڈاکخانہ کا قیام صرف پندرہ روز میں وجود میں آگیا جبکہ عام طور سے سرکاری کاموں میں سالوں صرف ہوتے ہیں۔ یہ صرف انگریز کی سرپرستی کی وجہ سے تھا۔ انہوں نے کہا کہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ قاتلوں کی نشاندہی کے باوجود حکومت انہیں گرفتار نہیں کر رہی۔

مولانا سلیمان صاحب طارق نے کہا کہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا مسلمانوں نے اس سے جنگ کی لیکن دور حاضر میں یہ نہیں ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اسلم قریشی کو ایم۔ ایم۔ احمد پر حملہ اور ختم نبوت کے لیے کام کرنے کی پاداش میں اغوا کیا گیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اسلم قریشی کے زندہ یا مردہ ہونے کے بارے میں بتایا جائے۔

قاری سلطان احمد نے کہا باہمی اختلافات بھلا کر ہی قادیانی جارحیت کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

گوجرانوالہ کے معروف عالم دین علامہ محمد احمد صاحب لدھیانوی نے کہا کہ قادیانی اقلیت اسلامی اصطلاحات کو غیر قانونی طور پر استعمال کر رہی ہے۔ انہیں اس سے نہ روکا گیا تو اشتعال پھیل سکتا ہے۔ صدر صاحب نے گوجرانوالہ میں اس سلسلے میں وعدہ بھی کیا تھا کہ انہیں روکا جائے گا لیکن سال گزر چکا ہے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ فوج میں قادیانی نہ بھرتی کیے جائیں۔

مولانا محمد صدیق نے کہا کہ صدر صاحب نظام حکومت کے متعلق خلفاء راشدین کے نظام کی تنفیذ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر وہ واقعی اس میں مخلص ہیں تو انہیں مرتدوں (قادیانیوں) سے وہی سلوک کرنا چاہیئے جو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کیا تھا۔

بنوں سے عبدالستار شاہ صاحب نے فرمایا کہ اسلم قریشی کا اغوا یا قتل میں عوام حکومت کو ملوث سمجھتے ہیں کیونکہ حکومت قادیانیوں کو نواز رہی ہے۔

مولانا عبدالرحیم اشعر نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت حکومت کی ڈھیل کی وجہ سے شبانہ روز فروغ پا رہی ہے اور اسلامی مملکت ہوتے ہوئے اقلیت تمام امور مملکت پر حاوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک حکومت اسلم قریشی کا مسئلہ حل نہیں کر پائی۔

مولانا رفیق جامی نے کہا کہ حکومت اسلم قریشی کا فوری طور پر پتہ چلائے۔

مولانا اسماعیل بہاولپوری نے کہا کہ مرتدوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے دور کا سا سلوک کیا جائے۔ انہیں لگام دی جائے۔

مولانا نذیر احمد نے کہا کہ پاکستان اسلامی مملکت ہے اور یہاں صرف اقتدار مسلمانوں کا تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ قادیانیوں کو اہم عہدوں سے فوری طور پر برطرف کیا جائے۔

حافظ اللہ وسایا نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور کانفرنس کی (باقی ص۳۱ پر)

از حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

ذکر اللہ کے فضائل و برکات

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ کل احیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ ذکر اللہ کا التزام کرے۔ ہر وقت اس کی زبان اور دل پر ذکرِ الٰہی جاری ہو۔ خواہ سفر ہو حضر ہو، تندرستی ہو، بیماری ہو، عسر ہو یسر ہو، خوشی ہو غمی ہو، فراخی ہو تنگی ہو۔ ہر حال میں خدا کی یاد سے غافل نہ رہے۔

اندریں راہ مے تراش و مے خراش
تادمِ آخر دمے فارغ مباش

یک دم غافل ازاں شہ نباشی
شاید کہ نگاہ کند تو آگاہ نباشی

فضائل ذکر اللہ

فضائل ذکر اللہ کے بارے میں چند احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں تاکہ شوق و رغبت پیدا ہو۔

عن ابی ھریرہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسیر فی طریق مکۃ فمر علی جبل یقال لھا جمدان فقال سیروا ھذا جمدان سبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول اللہ قال الذاکرون اللہ کثیراً والذاکرات (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستہ میں چل رہے تھے۔ ایک پہاڑ سے گزر ہوا جس کو جمدان کہا جاتا تھا تو آپ نے فرمایا چلو یہ جمدان ہے پھر فرمایا مفردون سبقت لے گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، مفردون کون ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے فرمایا کثرت سے خدا کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔

ما حاصل، جبل جمدان سے گزرتے وقت آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے یہ بات منکشف فرمائی کہ ذاکر، اللہ کی خوشنودی و رضا کے مقامات حاصل کرنے میں آگے بڑھ گئے۔

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بہشتی باغوں سے گزرو تو خوب چرو (میوہ خوری کرو) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا جنتی باغ کیا ہیں تو آپؐ نے فرمایا ذکر اللہ کے حلقے!

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

قیل وما الرتع قال سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

عرض کیا گیا چرنا کیا ہے تو آپ صلعم نے فرمایا: سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی کے حلقوں اور دوسری روایت میں مسجدوں کو بہشتی باغ قرار دے کر فرمایا کہ جب تم ان بہشتی باغوں سے گزرو تو خوب چرو، جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے چرنے کا مقصد دریافت کیا تو فرمادیا یہ پانچ اوراد (۱) سبحان اللہ (۲) الحمد للہ (۳) لا الہ الا اللہ (۴) اللہ اکبر (۵) لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھنا یہی بہشتی باغوں کی میوہ خوری اور چرنا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما صدقۃ افضل من ذکر اللہ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی صدقہ ذکر اللہ سے افضل نہیں۔

ذکر الٰہی تمام صدقوں سے اعلیٰ و ارفع صدقہ ہے۔ غریبوں اور ناداروں کے لیے یہ مژدہ جانفزا ہے کہ اگر تمہارے پاس مال و دولت نہیں تو گھبراؤ نہیں کہ ہم صدقہ و خیرات کرنے کی سعادت سے محروم رہ گئے بلکہ اپنی زندگیاں یادِ الٰہی میں صرف کرکے صرف صدقہ ہی نہیں بلکہ اعلیٰ اور افضل صدقہ کا اجر و ثواب حاصل کرو۔

عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا زندہ کی طرح اور ذکرِ الٰہی سے غافل مردہ کی مانند ہے۔ (جاری ہے)

ظہور الدین بٹ

تاریخی نشانیاں

ماہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب ایک دن انہیں پتہ چلا کہ قبیلہ بنی کلب کے تاجروں کا ایک قافلہ مدینہ کی طرف جا رہا ہے تو اُس نے ان سے درخواست کی۔ "مجھے بھی اپنے قافلہ میں شامل کر لو اور مجھے سفر کے لیے سواری دے دو، اس کے بدلے میں تمہیں اپنی تمام گائیں اور بکریاں دینے کو تیار ہوں۔"

تاجروں کے لیے یہ سودا بُرا نہ تھا۔ انہوں نے ماہ سے اس کی تمام بکریاں اور گائیں لے لیں اور اُسے اونٹ کی سواری مہیا کر دی۔ ابھی قافلہ مدینہ سے کافی فاصلے پر تھا کہ تاجروں کی نیت خراب ہو گئی۔ انہوں نے ماہ کو ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ اس طرح ماہ کی یہ خواہش ادھوری رہ گئی کہ وہ اُس نبیؐ کو خود اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھے جس کے بارے میں عموریہ کے پادری نے پیش گوئی کی تھی۔

تاجروں نے ماہ کو جس یہودی کے پاس فروخت کیا، اُس کے کھجوروں کے باغ تھے۔ ماہ نے اس کے باغوں میں محنت مزدوری شروع کر دی۔ ایک دن اُس یہودی کا چچا زاد بھائی مدینہ سے آیا۔ اُس نے نوجوان کو محنت سے کام کرتے دیکھا تو اپنے عزیز سے کہنے لگا۔ "یہ غلام میرے ہاتھ فروخت کر دو، میں اسے اپنے ساتھ مدینہ لے جانا چاہتا ہوں۔"

ان کے درمیان سودا طے پا گیا اور اس طرح ماہ مدینہ پہنچ گیا۔ جوں جوں مدینہ کے نزدیک پہنچتے گئے۔ عربی نبیؐ سے ملنے کی خواہش زور پکڑتی گئی لیکن مجبور تھا غلام ہونے کی وجہ سے کر بھی کیا سکتا تھا۔ اُس کا آقا اتنا ظالم تھا کہ اُسے ذرا بھی اِدھر اُدھر ہلنے نہیں دیتا تھا۔ نوجوان دل ہی دل میں تصور کرتا رہتا۔ "رسولِ عربیؐ کے گرد اُس کے بہت سے ماننے والے ہوں گے۔ ماننے والے کون ہوں گے؟" اور خدا جانے کیا کیا سوال اُس کے ذہن میں اُبھرتے رہتے۔

عربی نبیؐ سے ملنے کی آرزو دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔ ماہ کے لیے ایک ایک دن گزارنا مشکل ہو رہا تھا۔ ایک روز وہ کھجور کے ایک درخت پر چڑھا کھجوریں اُتار رہا تھا۔ اچانک اُس کے کانوں میں ایک آواز گونجی جیسے کوئی اُس کے دل کی بات کر رہا ہو۔ اُس نے کام کرنا بند کر دیا اور درخت سے تھوڑا نیچے اُتر آیا۔ ماہ نے دیکھا کہ اُس کے آقا کا کوئی عزیز اُس سے باتیں کرتے ہوئے کہہ رہا ہے۔ "بنی قیلہ کو اللہ برباد کرے۔ وہ اس قبا میں ایک شخص کے گرد جمع ہیں۔ وہ آدمی آج ہی مکہ معظمہ سے آیا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ آنے والا اللہ کا نبی ہے۔"

ماہ جو بڑے غور سے یہ باتیں سُن رہا تھا، رسولِ عربیؐ کے ذکر پر چونک پڑا۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اُس کے خواب کے پورے ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ وہ خیال ہی خیال میں وہاں پہنچ گیا جہاں لوگ نبی کے گرد جمع تھے مگر یہ کیا؟ اُسے ان کی شکل کیوں نظر نہیں آ رہی۔" پھر وہ خود ہی ہنس پڑا۔ اوہو! میں تو دن میں ہی خواب دیکھ رہا ہوں۔ پھر یکایک اس نے درخت پر سے چھلانگ لگا دی اور اس شخص کے قریب پہنچ گیا جو اس کے آقا کو نئے نبی کے بارے میں بتا رہا تھا۔ ماہ نے اس سے دریافت کیا ــــ "تم کیا کہتے ہو؟"

ماہ کی یہ بات سُن کر اُس کا مالک ناراض ہو گیا۔ اُس نے اپنے غلام ماہ کو ایک زوردار گھونسہ رسید کرتے ہوئے کہا ــــ "تجھے اس سے کیا کام؟ جا، جا کر اپنا کام کر۔"

ماہ نے چوٹ کی پرواہ کیے بغیر مالک کے عزیز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ــــ "میں اس بات کی تصدیق چاہتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔"

مالک نے اُسے غصے کی نظروں سے دیکھا تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اپنے کام میں لگ گیا۔

ماہ کے دل میں ایک طوفان اُمڈ آیا۔ اُسے اپنی منزل

قریب نظر آرہی تھی۔ دل تھا کہ تیز تیز دھڑک رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا کہ کسی طرح وہ اُڑ کر رسول عربیؐ تک پہنچ جائے۔ اُن کے متعلق باتیں سُن کر وہ سفر، مال کے ضائع ہونے اور غلام بنائے جانے کی تمام تکلیفیں بھول گیا۔ بس اب تو ایک ہی خواہش تھی کسی طرح اُس جگہ پہنچ جائے جہاں پر رسول عربیؐ آئے ہوئے ہیں۔

اس نے جیسے تیسے کر کے دن گزارا اور شام کے وقت کسی نہ کسی طرح کھانے کی کچھ چیزیں لے کر رسول عربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبا میں حاضر ہوگیا۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آتا تھا کہ وہ منزلِ مقصود تک پہنچ گیا ہے۔

اُس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ـــــ "آپ نیک شخص ہیں۔ آپ کے ہمراہ غریب اور حاجت مند لوگ بھی ہیں۔ میرے پاس صدقے کی کچھ چیزیں ہیں جو میں لایا ہوں۔ آپ لوگ دوسروں کی نسبت اس کے زیادہ مستحق ہیں۔"

ماہہ نے دیکھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اس کی دی ہوئی چیزوں کو خود نہ کھایا۔ ماہہ کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد واپس چلا آیا۔ راستہ بھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوچتا رہا۔ کیسا منور چہرہ تھا۔ پُر نور۔ لوگ اُن کے اردگرد بیٹھے ہوئے یوں لگتے جیسے چودھویں کے چاند کے چاروں طرف روشن ستارے۔ اُسے عموریہ والے پادری کی بات یاد آگئی: "رسول عربی صدقے کا مال نہیں کھائیں گے۔" ایک عجیب قسم کی خوشی تھی جس کی وجہ سے ماہہ کے پاؤں زمین پر نہ ٹکتے۔

ماہہ ایک مرتبہ رسولؐ کو دیکھ کیا آیا، دل اب کسی کام میں لگتا ہی نہ تھا۔ اس کی خواہش ہوتی کسی طرح اُسے پر لگ جائیں اور وہ قبا پہنچ جائے۔ دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی بیٹھا محمدؐ کی دل میں اُتر جانے والی باتیں سُنتا رہتا۔

کچھ دنوں بعد اُسے اطلاع ملی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچ گئے ہیں۔ تب اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ چاہتا تھا کہ نئے نبیؐ کا امتحان لیا جائے۔ اُسے یقین تھا کہ عموریہ کے پادری نے جس آنے والے نبیؐ کا ذکر کیا تھا وہ یہی محمدؐ ہیں لیکن پھر بھی وہ چاہتا تھا اچھی طرح چھان پھٹک کر کے یقین کرلے کیا یہ وہی ہیں یا نہیں؟ اس نے اس دفعہ پھر کچھ چیزیں لیں اور مدینہ میں اُس جگہ پہنچ گیا جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہائش پذیر تھے۔

ماہہ نے دیکھا قبا سے زیادہ یہاں پر لوگ اُن کی خدمت میں حاضر ہیں۔ جو بھی آتا ہے خاموشی سے اُن کے قریب بیٹھ جاتا ہے۔ محمدؐ پوچھنے والے کے سوال کا جواب دیتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں۔ وہ بھی آگے بڑھے اور عرض کی ـــــ "آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ میں آپ کے لیے ہدیہ کے طور پر یہ کچھ چیزیں لے کر حاضر ہوا ہوں۔ قبول فرمائیں۔"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سُن کر مسکراتے ہوئے ہدیہ کی چیزیں قبول فرمالیں۔ خود بھی کھائیں اور اپنے ساتھیوں میں اُسی وقت تقسیم کردیں۔ ماہہ خاصی دیر تک وہاں بیٹھا ان کی باتیں سُنتا رہا۔ جب وہ انھیں باتیں کرتے دیکھتا تو انہیں لگتا جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہوں۔ وہ ہر ایک سے اس طرح پیار سے باتیں کرتے جیسے وہی انہیں سب سے زیادہ عزیز ہو۔ ماہہ نے محسوس کیا کہ وہ جتنی دیر تک اُن کی مجلس میں بیٹھا رہا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی غیر ضروری بات نہیں کی۔

ماہہ واپسی پر حضرت محمدؐ کی صفات پر غور کرتا رہا۔ انہیں محسوس ہوا جیسے وہ اُن کی زندگی کا حصہ بن چکے ہوں۔ ایسا حصہ جس کے بغیر اب زندگی گزارنا مشکل ہے۔ کیا محمدؐ جادوگر ہیں؟ جو کوئی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے وہ اُن کے پاس سے اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ ہر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ حضرت محمدؐ اسے کسی کام کا حکم دیں اور وہ ان کے حکم پر اپنی جان قربان کردے۔

ماہہ کے کانوں میں عموریہ کے پادری کے الفاظ گونج رہے تھے جو کہہ رہا تھا ـــــ "ماہہ! خدا کی قسم میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے آج اس دین پر صبح کی ہو جس پر ہم تھے اور میں تجھے اُس کے پاس جانے کو کہوں لیکن اصل حالات یہ ہیں کہ ایک نبیؐ کا زمانہ آپہنچا ہے۔ وہ دین ابراہیم پر مبعوث ہونے کو

ہے۔"

ماہ کو یوں محسوس ہُوا جیسے وہ ہوا میں تیر رہا ہے۔ اُسے بہانی باتیں یاد آ رہی تھیں۔ عموریہ کے پادری کی بتائی ہوئی دوسری نشانی اُس کے ذہن کے تاریک دریچے روشن کرنے کا سبب بن گئی تھی۔ وہ اکیلا ہی خود سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا۔ "اُس نے صدقے کے مال کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا مگر ہدیہ مسکراتے ہوئے قبول کر لیا۔ بے شک وہ ہی نبی ہیں جن کا ذکر پادری نے کیا تھا۔ اس نے ذہن کے گوشے سے اٹھنے والے شک کا خود ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورانی چہرے اور ان کے باوقار صحابیوں رضؓ کے تصور میں اس طرح گم تھا کہ اُسے وقت اور فاصلے کا احساس ہی نہ ہُوا۔ محمدؐ سے ملنے کے بعد خود فراموشی کا احساس اسے اس وقت ہُوا جب وہ کھجوروں کے باغ میں پہنچ گیا جہاں وہ کام کرتا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔

ماہ نے عموریہ کے پادری سے رسول عربیؐ کی جو تین نشانیاں سنی تھیں ان میں سے دو پوری ہو گئی تھیں، مگر تیسری نشانی دیکھنے کے لیے اس کی بے چینی روز بروز بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے کوئی موقعہ نہیں مل رہا تھا کہ محمدؐ کے مونڈھوں کے درمیان مہرِ نبوت دیکھ لے۔

وہ مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہا تھا اچانک اُس کی نظر محمدؐ پر پڑی۔ آپؐ ایک صحابیؓ کے جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپؐ عمامہ باندھے اور کندھوں پر چادر لیے ہوئے تھے۔ ماہ نے رسولؐ کو دیکھا تو خود سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "یہ موقع اچھا ہے۔ کہیں نہ کہیں موقعہ ملنے پر تیسری نشانی بھی دیکھ لوں گا۔" اس طرح وہ بھی جنازے کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان پہنچ گیا۔

ماہ رسول عربیؐ کے اردگرد چکر لگا کر مہرِ نبوت دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر لمحہ اس کا شوق اور تجسس بڑھتا جا رہا ہے۔ اسے یقین تھا جہاں دو نشانیاں پوری ہو چکی ہیں وہاں محمدؐ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت بھی ضرور ہو گی مگر وہ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھنا اور لبوں سے بوسہ دینے کے لیے بے قرار تھا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ کو جب بے قراری کی حالت میں اپنے اردگرد چکر لگاتے دیکھا تو شاید وہؐ اس کی وجہ جان گئے۔ وہؐ زیرِ لب مسکرائے اور انہوں نے اپنی چادر کندھوں سے ذرا نیچے سرکا دی۔ ماہ جو کتنی دیر سے اسی موقع کی تلاش میں تھا آگے بڑھ کر محمدؐ کے کندھوں کے درمیان ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے۔ کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ یکایک وہ تیزی سے بڑھا۔ اس کی خواہش تھی کہ مہرِ نبوت کو بوسہ دے کر چوم لے۔ ابھی وہ ایسا کرنے کے لیے جھکا ہی تھا" اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ "ہٹو۔" اور پھر ماہ پیچھے ہٹ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلیں۔ چند لمحوں میں گھر سے بھاگنے سے لے کر مدینہ پہنچنے تک کے تمام واقعات تصویر کی طرح اس کی نظروں سے گزر گئے۔ اُس نے سوچا۔ "اسے دینِ حق کی تلاش تھی، اللہ تعالیٰ نے اب انہیں موقع فراہم کر دیا۔" وہ دل ہی دل میں کہہ رہے تھے۔ "یہاں تک پہنچنے کے لیے اس نے جو مصیبتیں اٹھائی ہیں نبی کریم کی قربت کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔"

ماہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا انہیں اپنے زندگی کے گزرے ہوئے واقعات سنا رہا تھا کہ وہ کیسے اپنے ایک غلام کی مدد سے پیروں میں بندھی ہوئی زنجیریں کھلوا کر دینِ حق کی تلاش میں گھر سے نکلا تھا۔ ماہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کہانی سنا کر اسلام قبول کر لیا۔ وہاں پر موجود مسلمان اس کی کہانی سُن کر بہت متاثر ہوئے۔

وہ کھجوروں کے باغ کی طرف جا رہا تھا تو اپنے آپ کو ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ آج بے قراری کی جگہ ایک سکون تھا۔ زندگی کی تمام خوشیاں انہیں حاصل ہو گئی تھیں۔ چلتے چلتے اسے احساس ہُوا جیسے عموریہ کا پادری انہیں کہہ رہا ہو۔ "وہ عرب کی سرزمین پر ظاہر ہو گا۔ اُس کی ہجرت گاہ دو کالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان ہو گی۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے باغات ہیں۔ خدا تمہیں ان کے دیدار کا شرف بخشے۔ ہم تو ہوں گے نہیں۔ تم یہ سعادت کا زمانہ پاؤ گے۔" اُس کی آنکھوں کے سامنے بزرگ پادری کی تصویر گھوم گئی جس کی آنکھوں سے آنسو

تحریر: ظفر بٹ

سنہ ۷۳ء کے آئین کی عملداری......

اور جمہوری عمل کی بحالی ضروری ہے

کراچی کے ایک ہفت روزہ کو مولانا زاہد الراشدی کا انٹرویو

مولانا زاہد الراشدی جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ہیں اور مولانا مفتی محمود مرحوم کے دور سے ہی اسی عہدہ پر فائز چلے آتے ہیں۔ آپ کا شمار مفتی صاحب مرحوم کے معتمد رفقاء میں ہوتا ہے اور پاکستان قومی اتحاد کی دستور کمیٹی، منشور کمیٹی اور پارلیمانی بورڈ میں جمعیۃ علماء اسلام کی نمائندگی کرنے کے علاوہ پنجاب قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل بھی رہے ہیں۔

مولانا راشدی کے والد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر برصغیر کے چند سرکردہ علماء میں سے ہیں۔ تین درجن کے قریب علمی و تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اہلسنت والجماعت کے دیوبندی مکتب فکر کے مستند ترجمان سمجھے جاتے ہیں اور آپ کے دس ہزار سے زاید شاگرد علماء پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت، برما، افغانستان اور ایران میں علمی و دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا زاہد الراشدی جمعیۃ علماء اسلام کے اس وفد میں شامل تھے جو گذشتہ دنوں صدر ضیاء الحق کی دعوت پر ان سے مذاکرات کے لیے راولپنڈی پہنچا مگر مذاکرات کے لب بام سے دوچار ہاتھ ادھر ہی کمند ٹوٹ گئی اور جمعیۃ کا وفد مذاکرات کیے بغیر لوٹ گیا۔ صدر ضیاء کے ساتھ جمعیۃ کے مذاکرات کیوں نہ ہو سکے؟ اس کے بارے میں متضاد بیانات سامنے آ رہے ہیں۔ ایک طرف مولانا عبید اللہ انور کی اچانک علالت کو مذاکرات کے التواء کا عنوان قرار دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ علالت تو صرف جملہ معترضہ ہے دراصل جمعیۃ العلماء پاکستان کے وفد کے حکومت کے ساتھ مذاکرات کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کی پریس کانفرنس کو سنسر کرنے کی کارروائی کے باعث جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں نے مذاکرات نہ کرنے میں عافیت محسوس کی اور اس طرح عین وقت پر مذاکرات سے گریز کر کے حکومت کے رویہ پر موثر احتجاج کی راہ نکالی۔

اس سلسلہ میں جب مولانا زاہد الراشدی سے رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ دونوں وجوہ اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔ اصل قصہ یہ ہے کہ ۱۲ اکتوبر کو جمعیۃ کے اجلاس میں مذاکرات میں شرکت کا فیصلہ ہو گیا تھا اور اس کے لیے مولانا عبید اللہ انور کی قیادت میں وفد تشکیل دے دیا گیا تھا جس میں مولانا نعمت اللہ سابق ایم۔ این۔ اے کوہاٹ، مولانا علامہ خالد محمود لاہور، مولانا فدا الرحمٰن درخواستی کراچی اور مجھے شامل کیا گیا۔ مذاکرات کے ایجنڈے میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں موجودہ حکومت کے اقدامات کے علاوہ قادیانی گروہ کی مسلم دشمن سرگرمیاں، جنوبی ایشیا کی علاقائی صورت حال میں پاکستان کا کردار ۷۳ء کے آئین کی بحالی، سنسر شپ کے خاتمہ، سیاسی جماعتوں کی بحالی، ملٹری کورٹس کے خاتمہ، الیکشن شیڈول کے تعین اور قومی مسائل میں تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لینے کے نکات شامل تھے۔

پروگرام کے مطابق وفد کے چار ارکان ۱۳ اکتوبر کو ۱۱ بجے تک جامعہ فرقانیہ کوہاٹی بازار راولپنڈی پہنچ گئے جبکہ وفد کے قائد مولانا عبید اللہ انور نے اڑھائی بجے بذریعہ طیارہ پہنچنا تھا۔ ملاقات کا وقت شام پونے پانچ بجے کا طے تھا۔ اس سے قبل

وفد کے ارکان نے آپس میں صلاح مشورہ کرنا تھا اور ساڑھے تین بجے اخبار نویسوں کو ایجنڈا اور دیگر تفاصیل سے آگاہ کرنا تھا۔

ہم جامعہ فرقانیہ میں قائد وفد مولانا عبید اللہ انور کے استقبال کی تیاریوں میں تھے کہ لاہور سے مولانا کے فرزند میاں محمد اجمل صاحب قادری کا فون آیا کہ مولانا عبید اللہ انور روانگی کے لیے بالکل تیار تھے اور ان کے رفیق سفر مولانا عبد الوحید دروازے پر ان کے منتظر تھے کہ اچانک ان کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اور وہ سفر کے متحمل نہیں رہے، اس لیے وہ راولپنڈی نہیں آئیں گے۔ گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان اس ملاقات کے اہتمام میں درمیان کی رابطہ کی کڑی تھے اس لیے انہیں اس صورت حال سے فوری طور پر آگاہ کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کا فون آیا کہ ملاقات میں مولانا عبید اللہ انور کی موجودگی بہت زیادہ بہتر ہوتی لیکن اگر وہ معذوری کی وجہ سے پہنچ نہیں سکے تو وفد کے باقی ارکان ملاقات کے لیے ضرور آئیں۔ صدر صاحب ان کے منتظر ہوں گے۔

اس کے بعد مولانا عبید اللہ انور سے دوبارہ رابطہ قائم کیا گیا تو ان کی طرف سے میاں محمد اجمل قادری صاحب نے جواب دیا کہ وفد کے ارکان حالات کا جائزہ لے کر اپنی صوابدید پر مناسب فیصلہ کر لیں۔ چنانچہ وفد کے ارکان نے جامعہ فرقانیہ میں اس وقت موجود جمعیۃ کے سرکردہ حضرات کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا اور اس موقع پر وہ تفصیلات بھی سامنے آئیں جو جمعیۃ العلماء پاکستان کے راہنماؤں کی پریس کانفرنس کے سنسر ہونے کے بارے میں اس سے قبل پیش آ چکی تھیں۔ کافی غور و خوض کے بعد مولانا عبد الستار توحیدی، امیر جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی کی زیر صدارت منعقد ہونے والے اس ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ حکومت کے ساتھ مذاکرات میں شرکت نہ کی جائے اور شریک نہ ہونے کی وجوہ میں دونوں باتوں کا ذکر کیا جائے۔ پہلی یہ کہ وفد کے قائد مولانا عبید اللہ انور کی اچانک علالت کے باعث ان کی عدم موجودگی میں مذاکرات میں حصہ لینا ہم مناسب نہیں سمجھتے اور دوسری وجہ یہ کہ مذاکرات کا آغاز حوصلہ افزا نہیں ہوا اور اس سے قبل مذاکرات کرنے والے سیاسی راہنماؤں کے ساتھ حکومت کا رویہ مثبت نہیں رہا اس لیے ان حالات میں مذاکرات میں شرکت ہمیں بے مقصد معلوم ہوتی ہے۔

اس فیصلے سے اخبارات کے نمائندوں اور حکومت کے ذمہ دار حضرات کو آگاہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد مختلف اطراف سے ہمیں یہ کہا گیا اور اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی کہ ہم مذاکرات نہ ہو سکنے کی وجوہ میں صرف علالت کا ذکر کریں اور دوسری وجہ کا ذکر حذف کر دیں لیکن ہم نے عرض کیا کہ ہم نے یہ بات سوچ سمجھ کر کہی ہے اور یہ ہمارے مجموعی مؤقف کا حصہ ہے اور فی الواقع ہم ایسے مذاکرات کو ضیاع وقت کا باعث اور ان میں شرکت کو بے سود سمجھتے ہیں جن کا کوئی عملی نتیجہ سامنے نہ آئے یا کم از کم جن مذاکرات کے بعد مذاکرات کے لیے حکومت کے پاس جانے والے سیاسی راہنما رائے عامہ کو اپنے مؤقف اور مذاکرات کی تفصیلات سے آزادی کے ساتھ آگاہ نہ کر سکیں۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ بعد کے حالات نے ہمارے موقف کی تصدیق کر دی ہے اور متعدد سیاسی راہنماؤں کے ساتھ مذاکرات کے باوجود وفاقی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اپنی تقریر کے درمیان صدر ضیاء الحق نے جس شد و مد کے ساتھ اپنے ۱۲ اگست کے سیاسی ڈھانچے کا دفاع کیا ہے اور بالخصوص غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن کرانے اور ۷۳ء کے آئین میں ترامیم کرنے کے بارے میں جو رویہ اختیار کیا ہے اس سے ہمارے یہ خدشات درست ثابت ہوئے ہیں کہ حکومت نے مذاکرات کا راستہ صرف وقت کو گزارنے کے لیے اختیار کیا ہے ورنہ وہ اپنے طے کردہ راستے پر ہی چلنے کا فیصلہ کیے ہوئے ہے۔

مولانا زاہد الراشدی نے اس سوال کے جواب میں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں ترامیم اور غیر جماعتی بنیاد پر انتخابات کے بارے میں ان کی جماعت کا نقطۂ نظر کیا ہے؟ کہا کہ جہاں تک ۷۳ء کے آئین میں ترامیم کی ضرورت کا تعلق ہے ہمیں اس سے انکار نہیں۔ ہم صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں توازن قائم کرنے کے حق میں ہیں، لیکن توازن کا مطلب یہ نہیں کہ جو مطلق العنان حیثیت وزیر اعظم کو حاصل ہے وہ اٹھا کر صدر کے حوالے کر دی جائے بلکہ توازن کا مطلب دونوں کے درمیان اختیارات کی ایسی تقسیم ہے جس کے ذریعہ صدر اور وزیر اعظم دونوں باوقار اور با اختیار طور پر اپنے فرائض سر انجام دے سکیں۔

- اسلامی قوانین کے مکمل نفاذ اور غیر اسلامی قوانین اور نظام کے قطعی خاتمہ کی قابل عمل اور خودکار ضمانت آئین میں شامل کی جانی چاہیے۔
- قادیانی مسئلہ کے سلسلہ میں پارلیمنٹ کے آئینی فیصلہ پر عملدرآمد کے لیے ضروری آئینی تحفظات فراہم ہونے چاہئیں۔
- ریاست کے ذمے شہریوں کے بنیادی حقوق مثلاً خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، علاج، آزادی رائے اور ووٹ وغیرہ کا تعین کر کے ان کے حصول اور تحفظ کے لیے عدالت عالیہ سے رجوع کا آئینی حق ہر شہری کو ملنا چاہیے۔
- صوبائی خود مختاری کی حدود پر نظر ثانی اور مرکز اور صوبوں کے درمیان اختیارات کی نئی تقسیم بھی اگر وفاق کے چاروں یونٹوں کے اعتماد و اتفاق کے ساتھ ہو سکے تو ہمارے خیال میں بدلتی ہوئی صورت حال میں وفاق کے تحفظ

کی خاطر اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔
ان کے علاوہ اور ترامیم کی بھی گنجائش ہو سکتی ہے لیکن اصل مسئلہ ترامیم کی ضرورت کا نہیں ترامیم کے حق کا ہے اور ہم آئینی ترامیم کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کرتے ہوئے بھی کسی غیر منتخب حکومت کو یہ حق دینے کے لیے تیار نہیں کہ وہ آئین میں ترامیم کرے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین منتخب دستور ساز اسمبلی نے بنایا ہے اور اس میں کسی قسم کی ترمیم کا حق بھی منتخب پارلیمنٹ ہی کو حاصل ہے۔ جہاں تک غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کا تعلق ہے تو یہ انتہائی مضحکہ خیز بات ہے۔ صدر صاحب ایک طرف تو سیاسی جماعتوں کا وجود بالواسطہ تسلیم کرکے ان سے سیاسی امور پر گفت وشنید کر رہے ہیں اور دوسری طرف انہیں عام انتخابات میں کوئی رول دینے کو تیار نہیں۔ یہ قطعی غیر منطقی بات ہے۔ سیاسی معاملات کو سیاستدانوں کے بغیر طے کرنا ایسا ہی ہے جیسے ملک کے دفاع کے لئے باقاعدہ فوج کو سرحدوں سے واپس بلا کر ان مورچوں میں سیاسی کارکنوں کو متعین کر دیا جائے۔ پھر تعجب ان لوگوں پر ہے جو خود تو سیاسی جماعت کے وفد کے طور پر مذاکرات کی میز پر تشریف لے گئے لیکن حمایت غیر جماعتی انتخابات کی فرما رہے ہیں۔ خود سپردگی کا یہ منظر بھی ہماری قومی سیاست کا دلخراش المیہ ہے۔ بات واضح ہے کہ غیر جماعتی بنیاد پر ہونے والے انتخابات قطعی غیر منطقی اور بے جواز انتخابات ہوں گے اور کوئی باشعور شہری یا طبقہ انہیں قبول نہیں کرے گا۔

جماعتی بنیاد پر انتخابات کا ذکر چل رہا تھا کہ ہم نے تناسب نمائندگی کے بارے میں استفسار کر دیا۔ مولانا راشدی نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام تناسب نمائندگی کے حق میں ہے اور اسے موجودہ حالات میں قومی سیاست میں توازن قائم کرنے کا واحد ذریعہ سمجھتی ہے۔ اس لئے اگر ۷۳ء کے آئین میں ترمیم کیے بغیر تناسب نمائندگی کو اپنایا جا سکتا ہو تو جمعیۃ علماء اسلام اس کی بھرپور حمایت کرے گی بشرطیکہ تناسب نمائندگی کے اصول کو مکمل طور پر قبول کیا جائے۔ آدھا تیتر آدھا بٹیر والی بات نہ ہو۔

اب ہمارے سوال کا رخ ایم آر ڈی کی تحریک کی طرف تھا۔ ہم نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ جب آپ ایم آر ڈی کے مطالبات کی حمایت بھی کر رہے ہیں تو اس میں عملاً شامل ہونے سے کیوں گریزاں ہیں؟

راشدی صاحب نے جواب دیا کہ جہاں تک ۷۳ء کے آئین کی بحالی، مارشل لاء کے خاتمہ اور عام انتخابات کے ذریعہ نمائندہ حکومت کی تشکیل سے متعلق مطالبات ہیں۔ ہم ان سے پوری طرح متفق ہیں اور بھرپور حمایت کرتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ مطالبات اور مقاصد ادھورے ہیں۔ ہمارے مقاصد اور مطالبات میں اسلامی نظام کو سب سے اول اور بنیادی حیثیت حاصل ہے اور ہم جمہوریت کی بات بھی اسلام کے حوالے سے کرتے ہیں جبکہ ایم۔آر۔ڈی نے اسلامی مقاصد اور مطالبات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ اب ہمارے لیے یہ صورت حال کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے کہ ۱۹۷۷ء میں تو ہمارے مطالبات اور مقاصد میں پہلا نمبر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا اور دوسرا نمبر آزادانہ انتخابات کے انعقاد کا ہو لیکن ۱۹۸۳ء میں ہمارا مقصد سمٹ کر صرف ووٹ کی آزادی تک محدود ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو ہم نے مکمل طور پر صدر ضیاء کے کھاتے میں ڈال دیا ہے اور اب ہمارا اس سے معاذ اللہ کوئی تعلق نہیں رہا۔

ایم۔آر۔ڈی میں ہماری عدم شمولیت کی وجہ یہی ہے اور ایم آر ڈی نہیں بلکہ کوئی بھی سیاسی اتحاد جو اسلامی نظام کو بنیادی مقصد قرار دیے بغیر تشکیل پائے گا ہماری اس میں شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ایم آر ڈی کی موجودہ تحریک کے بارے میں ہمارے سوال کے جواب میں مولانا راشدی نے کہا کہ بنیادی طور پر یہ تحریک جمہوری مطالبات منوانے کی تحریک ہے اور ایم آر ڈی کی قیادت سے شدید اختلاف کے باوجود ہم اس تحریک کے مخالف نہیں ہیں لیکن سندھ میں یہ تحریک پرامن نہیں رہ سکی اور اس میں صوبہ سندھ کی حد تک انتہاپسند ذہن نے غلبہ حاصل کر لیا ہے جس کا نتیجہ تشدد، توڑ پھوڑ اور قتل و غارت کی وارداتوں کی صورت میں سامنے آرہا ہے۔

یہ ایک خاص عنصر کی کارروائی ہے جس سے خود ایم۔آر۔ڈی کو سخت نقصان پہنچا ہے لیکن اس سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ ان کارروائیوں کو ایم آر ڈی میں شامل مضبوط شخصیات کی پشت پناہی حاصل ہے۔ مسٹر ممتاز علی بھٹو نے گرفتاری سے پہلے "سندھو دیش" اور "کنفیڈریشن" کا جو کاشن دیا تھا موجودہ صورت حال کو اس سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

بہرحال تشدد اور توڑ پھوڑ کے اس المناک پہلو کے باوجود ملک کے باقی حصوں میں ایم آر ڈی کی تحریک اس لحاظ سے تو کامیاب ہے کہ جیسے جیسے گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے اور حکومت کی طرف سے تمام تر سختی کے باوجود گرفتاریوں کا سلسلہ کم ہونے کی بجائے دھیرے دھیرے وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ یہ تحریک ایم آر ڈی میں شامل جماعتوں بالخصوص پیپلز پارٹی کے کارکنوں تک محدود ہے اور عوامی حلقوں کی اس میں شمولیت کے سردست کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایم آر ڈی کے بعض لیڈروں کی طرف سے کنفیڈریشن، سندھو دیش اور اس قسم کے نعرے، لندن میں پی۔پی لیڈروں کی سرگرمیاں اور ایم آر ڈی کے (باقی صفحہ ۱۸ پر)

کرایہ دار اور پگڑی
حرام و حلال کا مسئلہ

(ایک استفتاء اور اس کا جواب جو قبل ازیں شائع نہ ہو سکا)۔

یہ ایک افسوسناک المیہ ہے کہ بعض خود غرض، مفاد پرست، ظالم سرمایہ دار فکرِ آخرت اور عنداللہ مواخذہ و جواب دہی سے بے نیاز ہو کر غریب، کمزور اور بے کس ضعیف العمر بیواؤں کو ستانا کرایہ دار کا حق تصور کرتے ہیں۔ دانشوران علوم دین و حکمت کے خیالات تبلیغ حق اتمام حجت اور افادۂ عوام کے لیے برائے اشاعت ارسال خدمت ہیں۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو حلال و حرام کی تمیز عطا فرمائے اور بے نواؤں کی حق تلفی اور ظلم سے بچائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

سوال: الف نے اپنی ذاتی ملکیت ایک دکان ب کو کرایہ پر دے رکھی ہے۔ باہمی اعتماد اور حسن سلوک کی بنا پر طویل عرصہ تک بیدخلی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی خدا کی قدرت گزشتہ سال ادائیگی قرض، اجرائے وصیت اور دیگر خانگی ضروریات کے پیش نظر مذکورہ دکان فروخت کر دینے کی مجبوری پیش آگئی، لیکن کرایہ دار نہ تو خود خریدنا چاہتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے خریدار کے لیے قبضہ چھوڑتا ہے۔ البتہ دکان خالی کرنے کے لیے ایک شرط رکھی ہے کہ مالک دکان اپنے خرچ پر اسکا ٹیلیفون دوسری مجوزہ دکان میں منتقل کرا دے، تو وہ دکان چھوڑ دے گا۔

سوال یہ ہے کہ مالک دکان کو پریشان کرنے کے لئے مختلف حیلوں بہانوں سے رکاوٹیں پیدا کرنا یا کچھ رقم خرچ کرانا یا خود وصول کرنا شرعاً کرایہ دار کے لیے حلال ہے یا حرام؟ بعض لوگوں نے "مروجہ پگڑی" کو کاروبار بنا لیا ہے اور متفرق مقامات پر کرایہ پر دوکانات، مکانات حاصل کر کے منہ مانگی رقم وصول کر کے قبضہ چھوڑتے ہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ کا شرعی حکم بیان فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

والسلام۔ سائل: فقیر عبدالواحد بیگ مرحوم مینیڈ، مکان نمبر ۰۰، محلہ سادات، دہلی گیٹ، ملتان

الجواب: یہ عقد اجارہ ہے جو فریقین کی رضامندی سے باقی رہ سکتا ہے۔ جب مالک اپنی کسی ضرورت سے دکان خالی کرانا چاہے تو فریق ثانی کو چاہیئے کہ مدت متعینہ گزرنے پر خالی کر دے۔ کرایہ دار کسی دوسرے سے پگڑی کی رقم نہیں لے سکتا۔ اگر کرایہ دار کی کچھ چیزیں دکان میں نصب ہوں تو ان کو اکھاڑنے یا مالک دکان سے ان کی مناسب قیمت باہمی تصفیے سے لے لے۔

- بلا معاوضہ کچھ مالک دکان سے وصول کرنا جائز نہیں۔
- انتقال ٹیلیفون کی ذمہ داری کرایہ دار پر ہے مالکِ دکان پر نہیں۔ اس قسم کی شرائط بیجا ہیں۔
- اگر قبضہ کرایہ دار کا باقی ہے اور عقد اجارہ ختم نہیں کیا، تو کرایہ کرایہ دار کے ذمہ ہے اور اگر وہ قبضہ چھوڑ چکا ہے، تو اس کے ذمہ نہیں۔ خلاف شریعت طریق پر حاصل کردہ مفاد حلال نہیں۔ فقط واللہ اعلم

مہر دارالافتاء

دستخط مولانا عبدالستار صاحب
مفتی خیر المدارس ملتان

- کرایہ دار شرعاً اور اخلاقاً دکان خالی کرنے کا پابند ہے۔ دکان خالی کرنے کے لیے پگڑی لینا یا دوسری شرائط عاید کرنا ناجائز اور شروط اجارہ کے خلاف ہے۔ وہ شخص صرف دکان خالی کرنے کے عوض معاوضہ لے گا تو اس کے لیے حلال نہیں ہوگا۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

مہر دارالافتاء

دستخط مولانا مفتی غلام مصطفےٰ صاحب
رضوی، مدرسہ انوار العلوم ملتان

~ • ~ • ~

کرایہ دار کا مکان یا دکان مالک کو خالی کر کے واپس دینے کے لیے کوئی معاوضہ طلب کرنا شرعاً حرام ہے۔

- اگر مکان یا دکان میں اضافہ مالک کی اجازت اور تصفیہ سے کیا ہے تو اس عہد کی پابندی دونوں پر لازم ہے۔ اور اگر اپنی مرضی سے بغیر اجازت مالک کے کیا ہے تو اپنی چیز نصب کردہ کو اٹھا لے۔ مالک مکان اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

دستخط مولانا شمس الحق صاحب ملتانی
دارالحدیث رحمانیہ، ملتان

~ • ~ • ~

- قبضہ کوئی مال نہیں، اس کا عوض لینا حرام ہے۔
- فون عوض میں لگوانے کا سوال حرام ہے۔
- کرایہ دار کو دوسرے کرایہ دار کو دینے کا حق ہی نہیں جب تک مالک اجازت نہ دے۔
- پگڑی قبضہ کا عوض حرام ہے۔

فقط مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی
جامعہ اشرفیہ، لاہور

• دکان خالی کرانے کے لیے کرایہ دار کا یہ شرط لگانا کہ مالک دکان اپنے خرچ پر اس کا ٹیلیفون منتقل کرادے شرعاً باطل ہے اور دکان خالی کرانے کے عوض رقم لینا جائز نہیں۔ مروجہ پگڑی کا یہی حکم ہے۔ فقط واللہ اعلم

مہر دار الافتاء

دستخط مولانا محمد انور شاہ صاحب
نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

• الاجوبۃ کلہا صحیحۃ اصاب المجیبون واجادوا فیما اجابوا
واللہ اعلم — دستخط

حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم
مدرسہ قاسم العلوم ملتان
(تمام جواب صحیح ہیں)

بقیہ: انٹرویو

حق کے بھارتی حکمرانوں کے بیانات ایم آر ڈی کی تحریک میں عوام کی دلچسپی میں رکاوٹ بنے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایم آر ڈی کی سنجیدہ قیادت بھی اس صورت حال کو یقیناً محسوس کر رہی ہے لیکن وہ انتہا پسند عناصر کے آگے بے بس ہے اور یہی ایم آر ڈی کا سب سے بڑا المیہ ہے۔

ہمارا آخری سوال ہم خیال جماعتوں کے اتحاد کے بارے میں تھا جس کے جواب میں مولانا زاہد الراشدی نے بتایا کہ ہماری کوشش یہ ہے کہ ایم آر ڈی سے باہر جو جماعتیں اسلامی نظام اور جمہوری عمل کے نکات سے متفق ہیں وہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور ملک میں عوامی تحریک کو منظم کریں۔ اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء پاکستان، جمعیۃ اہلحدیث، آل جموں کشمیر مسلم کانفرنس، خاکسار تحریک، پاکستان مسلم لیگ اور دیگر جماعتوں کے ساتھ بات چیت چل رہی ہے اور نومبر کے پہلے عشرہ میں ہونے والے جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ العلماء پاکستان کے مرکزی اجلاسوں کے بعد اس سلسلہ میں کوئی نہ کوئی عملی صورت سامنے آجائے گی۔

جامعہ خیر المدارس سے "الخیر" کا اجراء
۱۴۰۶ھ

وطنِ عزیز کی معروف ترین دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس ملتان سے جملہ مسلمانوں کی خواہشات بالخصوص متعلقینِ جامعہ کی تمناؤں اور ارادوں کے مطابق ---
افقِ صحافت پر طلوع ہو رہا ہے

"الخیر" کا مقصد

○ دینِ حق کی ترجمانی ○ ناموسِ رسالت کی پاسبانی ○ اصحاب رسول و اکابرِ اُمت کے مسلکِ حق کی حفاظت ○ عقائدِ اہل السنت و الجماعت کی ترویج و اشاعت ○ نئے فتنوں کے خلاف اہلِ حق کی بے باک وکالت ○ مسلکِ احناف و مشربِ دیوبند کی خدمت ○ اہلِ حق کی رفاقت ○ ملتِ اسلامیہ کی خیر خواہی ○ باطل کی سرکوبی۔

اِس کارِ خیر میں تعاون فرمائیں "الخیر" کا حلقۂ احباب بڑھائیں۔
"الخیر" میں اِشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

قیمت فی پرچہ ۳/ روپے — مضامین و ترسیلِ زر کا پتہ — سالانہ چندہ صرف ۳۰/ روپے

محمد ازہر الخیر جامعہ خیر المدارس ○ ملتان

بقیہ: تین نشانیاں

بہہ رہے تھے۔ آنسوؤں کا خیال آتے ہی وہ چلا اٹھا۔ "اے پیرِ حق تمہارا کہا پورا ہو گیا۔ میں نے دو کالے پتھروں والی زمین کے درمیان واقع شہر میں اللہ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل کر لیا ہے۔" اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو نکل پڑے۔ یقیناً یہ خوشی کے آنسو تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سب سے زیادہ لمبی عمر پانے والے جلیل القدر صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے رواں تھے۔

بقیہ: ختم نبوت کانفرنس

اہمیت و افادیت سے حاضرین کانفرنس کو آگاہ کیا اور ڈیرہ غازیخان ضلع کی رپورٹ پیش کی۔

ممتاز شیعہ راہنما مولانا ع۔غ۔کرار دی اور علامہ نصیر حسین نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت شیعہ سنی دونوں کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ ہمیں اہلسنت صف اوّل میں پائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مرتدین کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

علاوہ مولانا عبد المالک کانڈھلوی اور صاحبزادہ افتخار الحسن نے بھی خطاب کیا

اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے مسلمانوں کو تلقین کی وہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی یا تساہل سے کام نہ لیں کیونکہ مسلمانوں کا یہی دینی سرمایہ ہے

آخر میں انہوں نے دعا فرمائی اور یوں دو روزہ کانفرنس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

احمد حسین زیدی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور

اطاعت امیر

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، ان جلیل القدر صحابہ رض میں سے ہیں جو ابتداء اسلام میں مسلمان ہوئے۔ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض، حضرت ابوبکر صدیق رض، حضرت زید بن حارث رض اور حضرت علی رض کے بعد مسلمان ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی جندب ہے لیکن آپ ابوذر رض کی کنیت سے زیادہ معروف ہیں۔ آپ قبیلہ غفار میں جناوہ بن کعب صعیر بن الواقعہ بن سفیان بن حرام بن غفار یہاں رملہ بنت ربیعہ غفاریہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور ۸ ذی الحجہ ۳۲ سنہ ھ کو مدینہ کے نواح میں ربذہ نامی صحرائی چوکی میں انتہائی کسمپرسی اور تنہائی میں عازم سفر آخرت ہوئے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مزاجاً سخت تھے۔ اور آنحضور ص کے بہت زیادہ رازدار تھے۔ جب کسی مسئلہ میں جب کوئی صحابی رض آنحضور ص سے استفسار نہ کر پاتا تو آپ رض آنحضور ص سے سوال و جواب شروع کر دیتے۔ وہ بہت جری، صاف گو اور بے باک تھے۔ یہی وجہ ہے امام قرن نحو حضرت ابو الاسود دولی رح تابعی فرمایا کرتے تھے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو میں نے دیکھا لیکن حضرت ابوذر رض جیسا میں نے کسی کو نہ دیکھا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کسی زبان والے پر آسمان نے اپنا سایہ نہیں ڈالا، اور نہ زمین نے اس کا بوجھ اٹھایا جو ابوذر رض سے زیادہ سچا ہو۔"

ان کی یہی صاف گوئی تھی کہ مسئلہ کنز پر ان میں اور حضرت امیر معاویہ رض میں مباحثہ ہو گیا اور یہ سلسلہ کئی ہفتوں تک چلتا رہا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا تو انہوں نے چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا مگر وہ بھی ناکام لوٹے۔ اس صورت میں حضرت امیر معاویہ رض جو اس وقت شام کے عامل تھے، نے حضرت عثمان غنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی پریشانی کے متعلق لکھا۔ آپ نے انہیں بلا بھیجا۔ اس دوران عبداللہ ابن سبا منافق اور اس کے حواریوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، اور حضرت الامیر رضی اللہ عنہ میں غلط فہمی پیدا کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر انہیں منہ کی کھانا پڑی اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دے کر ان کی سازش ناکام بنا دی۔ لیکن افسوس ہے کہ چند عاقبت نااندیشوں نے اس واقعہ، مسئلہ کنز، حضرت ابوذر رض کا ربذہ میں قیام اور سبائیوں کی دوبارہ ملاقات حضرت عثمان غنی رض کے خلاف بغاوت کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش اور ناکام نامراد لوٹنے کے واقعہ کو بڑھا چڑھا کر اس طرح پیش کیا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رض نعوذ باللہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خلافت سے ناخوش اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ان سے شاکی ہوں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، سے شام میں مفسدوں کی ملاقات، شام میں حضرت امیر معاویہ رض سے مناظرہ اور اور پھر یکایک شام سے مدینہ بلوا لینا یہ چند باتیں ایسی پیش آگئیں کہ حضرت ابوذر رض کے متعلق حضرت عثمان غنی رض کو کچھ بدگمانی ہوئی۔

حضرت ابوذر غفاری رض جلالی طبیعت کے مالک تو تھے ہی، یہ سنتے ہی جلال میں آگئے۔ اسی وقت اٹھے اور قبیلہ غفار کے چند افراد کو لے کر آستانۂ خلافت پہ جا پہنچے۔

حضرت عثمان غنی رض نے جب اس طرح آپ رض کو آتے دیکھا تو آپ پر خوف سا طاری ہوا اور ظن نے یقین کی صورت اختیار کر لی۔ لیکن فطری وقار و تمکنت کی وجہ سے آپ رض کی حالت میں کوئی تغیر پیدا نہ ہوا جس طرح تشریف فرما تھے ویسے ہی بیٹھے رہے۔ اتنے میں حضرت ابوذر غفاری رض قریب پہنچے "السلام علیکم" کہہ کر گھبرائی ہوئی آواز میں فرمایا۔

"کیا آپ بھی مجھے ان لوگوں (فسادیوں) میں گمان کرتے ہیں اے مسلمانوں کے امیر"

اس کے بعد اس زبان جس سے زیادہ سچی بات ہونے کے متعلق آقائے دو جہان ص نے خود گواہی دی تھی۔ اس طرح اپنی برأت کا اعلان شروع کیا۔

"قسم خدا کی نہ میں ان لوگوں (فسادیوں) میں سے ہوں اور نہ ان کو جانتا ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ان کی علامت تو گھٹنے ہوئے سر ہیں وہ دین سے اس طرح دور ہوں جس طرح شکار کو تیر توڑ کر نکلا جاتا ہے"

ان کے اتنے الفاظ ہی کافی تھے لیکن

قلبِ ابو ذر رضؓ کو کہاں قرار نصیب ہوتا تھا۔ وہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضؓ کے آبگینہ دل کی نزاکتوں کا خیال کرتے ہوئے مکرر التماؤں سے اپنی صفائی بیان فرمانے لگے۔ اور عالم یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضؓ تشریف فرما ہیں اور رئیس الطائفہ الصوفیاء رضؓ کھڑے ہوئے ہیں۔

"آپ اگر حکم دیں کہ پالانوں کی لکڑیوں میں لٹک جاؤں تو میں سچ کہتا ہوں کہ اسی وقت لٹک جاؤں گا۔ اور لٹکا رہوں گا جب تک کہ آپ ہی اس کے چھوڑنے کا حکم نہ دیں گے (یعنی باوجود اس کے کہ یہ ایک لغو کام ہوگا لیکن آپ کی خاطر اطاعت مجھے اس درجہ منظور ہے کہ ایسا بھی کر گزرنے کے متعلق تردد تک کا خیال دماغ میں آ ہی نہیں سکتا) اسی طرح اگر آپ فرمائیں کہ کھڑا ہو جا! تو میں کبھی نہیں بیٹھوں گا، جب تک آپ ہی حکم نہ دیں"

یہ سننا تھا کہ امام المسلمین رضؓ اٹھے اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا ؎

ملتے ہی آنکھ رنج نہ تھا رشکِ غیر کا
کیا جانے اس نگاہ نے سمجھا دیا مجھے

اور پھر دیر تک حضور کے دو غمگسار ساتھی سرگوشیاں کرتے رہے۔ اور جب یہ مجلسِ راز و نیاز اختتام کو پہنچی حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اٹھے تو باچھیں کھلی ہوئی تھیں اور مسکراتے ہوئے باہر نکلے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ میں اور امیر المومنین رضؓ میں کیا باتیں ہوئیں؟۔ اس کا جواب دیئے بغیر اتنا فرماتے ہوئے واپس چلے گئے۔

"کہ سننے والا فرماں بردار ہوں، اگر مجھے وہ حکم دیں گے کہ تم عدن یا صنعاء چلے جاؤ اور مجھ میں طاقت چلنے کی باقی رہے گی تو میں اسی وقت چلا جاؤں گا"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ امیر المومنین رضؓ ہیں لیکن حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا معاملہ یہ ہے کہ

"اس زمانے میں ربذہ کے عامل مجاشع نامی ایک حبشی غلام تھے۔ دنیاوی معاملات کے علاوہ جمعہ اور جماعت بھی ان کے ذمے تھے ربذہ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے جب جماعت کھڑی ہو گئی تو مجاشع بوجہ اپنے اور اشرف صحابیت سے محروم ہونے کے آگے بڑھنے سے رکے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا آگے بڑھو، جس طرح پہلے نماز پڑھاتے تھے اب بھی پڑھاؤ۔ مقصد اقدس یہ تھا کہ تم تو حبشی غلام ہو لیکن تمہیں خلیفہ برحق نے امیر بنایا ہے تو ابو ذر رضؓ بھی تمہیں امیر سمجھتا ہے۔

فتنہ پردازوں نے جب یہ سنا کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ربذہ میں عزلت گزیں، انہیں مدینہ بلایا گیا، وہاں حضرت عثمان غنی رضؓ سے ملاقات اور پھر مسئلہ کنز پر مناظرہ ہوا۔ کعب بن احبار (ایک تابعی) کے ساتھ تیز کلامی بھی ہوئی۔ تو فتنہ پرداز عبداللہ ابن سبا کی قیادت میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہٗ کے پاس منصوبہ بنا کر پہنچے۔ اور ان سے یوں گویا ہوئے۔

"اے ابو ذر! اس شخص (عثمان رضؓ) نے آپ کے ساتھ جو کچھ کیا۔ کیا بس آپ تیار ہیں کہ اس کے خلاف آپ بغاوت کا پھریرا بلند کریں۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جتنے آدمیوں کی آپ کو ضرورت ہوگی اس کا پورا انتظام کیا جائے گا آپ صرف جھنڈا بلند کیجیے!!

حضرت جندب غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس بدبخت کی تقریر سن کر یوں جواب ارشاد فرمایا۔

"مجھ پر یہ بات ہرگز پیش نہ کرو۔ دیکھو اپنے امیر کو ذلیل و رسوا نہ کرو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس نے اپنے حکمران کو ذلیل و رسوا کیا، اس کے لیے توبہ کا دروازہ بھی بند کر دیا جاتا ہے۔

خدا کی قسم عثمان رضؓ مجھے اونچی سے اونچی لکڑی یا بلند سے بلند پہاڑ پر بھی چڑھا کر اگر پھانسی دے دیں گے تو میں اسے مانوں گا۔ اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دوں گا۔ صبر کروں گا اور خدا سے اس صبر کے ثواب کی امید رکھوں گا۔ میں سچ کہتا ہوں اگر عثمان رضؓ ایسا کریں گے تو میں اپنے لیے اس کو بہتر سمجھوں گا۔ اسی طرح اگر عثمان رضؓ آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک مجھے حکم دیں یا جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا اور جہاں جا کر ڈوبتا ہے اس کے درمیان مجھے چلنے کا امر کریں تو میں اسے مانوں گا، سنوں گا، بجا لاؤں گا اور صبر کروں گا اور اس صبر پر خدا سے ثواب کی امید رکھوں گا اور اپنے حق میں اسی کو بہتر خیال کروں گا۔ اسی طرح اگر وہ مجھے گھر میں رہنے دیں گے تو ٹھیک جس طرح گزشتہ باتوں میں میرا حال ہوگا، اسی طرح اس حکم کو بھی مانوں گا، سنوں گا، اس وقت بھی ان کا مطیع ہوں، فرماں بردار ہوں اور اسی کو اپنے لیے بہتر سمجھوں گا، صبر کروں گا اور خدا سے اجر کی امید رکھوں گا"

یہ تقریر جس موثر و بلیغ پیرائے میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اندرونی جذبات کی ترجمانی کر رہی تھی اس سے سرکشوں کے ہوش اڑ گئے اور وہاں سے ناکام لوٹ گئے۔

یہ واقعات ان کی اطاعت صرف ان امور میں ظاہر کرتے ہیں جن کا تعلق دنیاوی امور سے ہے دینی سے نہیں۔ وہ دینی محاذ پر بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی رائے کو صائب سمجھتے تھے اور پیروی کرتے تھے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حج کو گئے ہوئے تھے۔ امیر المومنین رضؓ بھی حج کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ عوف شیبانی (جو اس وقت حج پر گئے ہوئے تھے) روایت کرتے ہیں کہ یکایک غل مچا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیٰ میں دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں نماز ادا فرمائی ہے۔

یعنی قصر کی بجائے پوری نماز ادا کی۔ چونکہ یہ بالکل نئی بات تھی اس لیے صحابہؓ میں اضطراب سا پھیل گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں گفت و شنید کی۔ آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دیا

"مخالفت بُری بات ہے، مجھے جب خبر ملی کہ حضرت عثمانؓ نے چار رکعتیں پڑھی ہیں میں تو میں نے بھی چار رکعتیں پڑھیں"

مجذوب اور سر مست درویش کو بھی جب یہ خبر ملی تو جھلّا کر کہا

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں نماز پڑھی آپ نے ہمیشہ دو رکعتیں پڑھی (یعنی قصر کیا)، پھر ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی دو ہی پڑھیں، عمر فاروقؓ کے وقت بھی یہی ہوتا رہا"

اس کے بعد اٹھے اور اٹھ کر آپؓ نے چار رکعتیں ہی ادا کیں (یعنی قصر نہ کیا)۔ لوگوں کو اس سے تعجب ہوا کہ ابھی تو سخت ناراضی کا اظہار فرما رہے تھے اور خود بھی قصر نہ کیا۔ ایک شخص وہیں بیٹھا ہوا تھا اس نے آپؓ سے پوچھا کہ

"یہ آپؓ نے کیا کیا؟ جس فعل پر آپ ابھی امیر المومنینؓ پر برہمی کا اظہار کر رہے تھے اب خود اس پر عمل کر رہے ہیں"

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں دو باتیں فرمائیں جو آج حق نیوشوں کے لیے ایک روشن شمع ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا — میرے بعد ایک سلطان ہونے والا ہے دیکھو اسے کبھی ذلیل و رسوا نہ کرنا! جس شخص نے اس کی ذلت کا ارادہ بھی کیا اس نے اسلام کے طوق کو گردن سے نکال پھینکا، اس کی دعا کبھی قبول نہیں ہو سکتی، جب تک کہ اس رخنہ کو جو اسلام میں پیدا کر دیا ہے بند نہ کرے اور وہ اس رخنہ کو کبھی بند نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر پھر اس سلطان کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف رجوع کرے گا تو پھر ان لوگوں میں شمار کر لیا جائے جو اس کی عزت پہلے سے کر رہے تھے"

اس کے بعد آپ نے فرمایا

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے یہ لوگ خلفاء باتوں پر غالب نہ آنے پائیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور یہ کہ لوگوں کو آنحضورؐ کی طرز و روش کی تعلیم دینے سے ہمیں نہ روکیں"

۱۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، نہ صرف دنیاوی معاملات بلکہ دینی معاملات میں امیر کی پیروی کو اپنے لیے واجب سمجھتے تھے۔

۲۔ اس کے باوجود کہ امیر المومنینؓ کے ساتھ شریک جماعت نہ تھے پھر بھی آپ نے تنہائی میں اپنی پوری نماز ادا فرمائی۔

۳۔ آپ نے نہ صرف دنیاوی عزت بلکہ اخروی عزت کو امیر کے ساتھ وابستہ فرمایا۔

ان واقعات سے جلیل القدر صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اطاعتِ امیر مترشح ہوتی ہے۔

مرتبہ: سبط عزیز

اقوالِ محمودؒ

● قوم کو فحاشی بدمعاشی اور عیاشی کے مواقع مہیا کرنے سے احتراز کیا جائے۔

(جشن ملتان کے موقع پر ایوب حکومت کو انتباہ)

● دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ زندگی سے متعلق اس میں جامع اصول ہیں۔ الیوم اکملت لکم دینکم کے اعلان پر ملت اسلامیہ کو ناز ہے چنانچہ اسلام نے روحانیت والٰہیات سے لے کر عمرانیات معاشیات سیاسیات اور اقتصادیات تک انسانیت کو ایک ایسی جامع تعلیم دی ہے کہ زمانہ کے مختلف ادوار اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتے ہادیٔ اسلام علیہ السلام نے ان جامع اور زریں اصول حیات کو نہ صرف تعلیم دی ہے بلکہ عملاً خود اور اپنی مخصوص جماعت صحابہ کرامؓ کو اس کی تعلیم کا نمونہ پیش کیا در اصل

● اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے علماء سے تیز تر جدوجہد کی درخواست کرتا ہوں شہروں، کوچوں اور بستیوں میں پرچم اسلام کو لے کر نکلو۔ ہم نے تہیہ کر لیا ہے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عادلانہ نظام اس ملک میں نافذ نہیں ہوتا ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

(مشرقی پاکستان میں تعلیم ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء)

● جس طرح مشرق وسطیٰ میں اسرائیل نے فلسطین کا مسئلہ الجھا رکھا ہے اسی طرح سامراج نے مسئلہ کشمیر کے بارے میں بھی آج تک کوئی تصفیہ کی کوشش نہیں کی اور نہ بھارت کی ہٹ دھرمی پر سلامتی کونسل یا اقوام متحدہ نے کوئی کارروائی کی مسئلہ کشمیر کا حل صرف جہاد ہے اس کے سوا کسی صورت میں مسئلہ کشمیر طے ہونا ممکن نہیں۔

(جمعیت کے دو روزہ اجلاس منعقدہ لاہور سے خطاب ۲۸/۲۹ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

ہمارے سفارت خانے کے سفیر اکثر وہ لوگ ہوتے ہیں جن سے گورنمنٹ ناراض ہو جاتی ہے اور سفارت کے بہانے ان کو ملک سے باہر بہت دور بھیجا جاتا ہے ان سے اچھے کام کرنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے سیاسی مخالفین کو باور کرایا جاتا ہے کہ اپنے ملک میں بھی ملک کی تعمیر کے سلسلے میں حکومت کے طریق کار سے اختلاف کرنا ایک عظیم جرم ہے۔ ملک کے پر امن شہری حکومت کے نظریات سے اختلاف رکھتے ہوئے بھی اس خیال کے اظہار سے گھبراتے ہیں کیا کسی ملک کے آزاد شہری کو اپنے ملک میں غلاموں کی طرح زندگی بسر کرنے اور اس پر مجبور رکھنے کو بھی کوئی جرم قرار دیا جا سکتا ہے اس لیے اب یہاں ضمیر فروشی کے طریق کار کو عام طور پر پسند کیا جا رہا ہے اور پورا ملک اس غلط جابرانہ پالیسی کی وجہ سے ذلت میں جا گرا ہے۔ مارکس اور لینن صحابہ کرام کی قائم کردہ مساوات کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔

(روزنامہ وفاق لاہور ۸-۳-۶۹)

● ہم اسلام کے سوا ہر ازم کو کفر سمجھتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۴-۸-۶۹)

زکوٰۃ و صدقہ
اہمیت و افادیت

میاں محمد ذوالفقار علی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنہوں نے اپنا مال خدا کی راہ میں لٹایا وہ ہلاکت سے نجات پائیں گے۔"

(مسلم، بخاری)

اللہ تعالیٰ نے قانون کی شکل میں یہ حکم نافذ کر دیا کہ جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کے زیورات ہوں یا اتنی قیمت کا مال تجارت ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس سے چالیسواں حصہ نکال کر راہِ خدا میں مستحقین کو دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنہوں نے اپنا مال راہِ خدا میں لٹایا وہی ہلاکت سے نجات پائیں گے چونکہ صدقات و خیرات میں مخلوق کی ضروریں پوری ہوتی ہیں اور محتاجوں کے فاقے رفع ہوتے ہیں۔

(مسلم و بخاری)

زکوٰۃ و صدقات و سخاوت دینے کا ایک حصہ ہے۔ اسلام نے اسے بہت اہمیت دی ہے۔ زکوٰۃ نماز کے بعد ایک اہم فریضہ ہے۔ اسلام نے اس کو مسلمانی کا معیار قرار دیا ہے۔ صدقہ و زکوٰۃ ادا کرنا مومن کی نشانی ہے اور راہِ خدا میں صدقہ و خیرات کرنے والے کو اللہ کے ہاں بڑا اجر و ثواب ملے گا۔

قرآن پاک میں بہت سی آیتیں ہیں جس میں زکوٰۃ و صدقہ کی بہت تاکید کی گئی ہے اور زکوٰۃ و صدقہ نہ دینے والوں کے لیے قرآن مجید و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑے بڑے عذاب بیان کیے گئے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

- ترجمہ: "اور قائم کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ، جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے واسطے بھلائی پاؤ گے اس کو اللہ کے پاس۔"

(پ۱ ع ۱۳)

- "اور قائم کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ"

(پ۱ ع)

- اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھوں گا ان کے لیے جو ڈرتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔"
- مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ، اس سے اگیں سات بالیں، ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے اور اللہ نہایت بخشش کرنے والا ہے۔ (پ۳ ع ۴)
- جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات اور دن میں پوشیدہ طور اور کھلم کھلا، سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

(پارہ ۳ ع ۴)

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

قرآن کریم کی ان مبارک آیتوں سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے زکوٰۃ و صدقات و خیرات کی کتنی ترغیب دی ہے۔

زکوٰۃ و صدقہ سے پریشان الحال مخلوق کی مالی پریشانی، تنگ دستوں کی تنگ دستی اور ناداروں کی ناداری رفع ہوتی ہے اور زکوٰۃ و صدقہ کی ادائیگی سے مال بڑھتا ہے اور خیر و برکت کے ساتھ مال حلال سے صدقہ زکوٰۃ دینے والے کو سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔ امراء اور غرباء کے درمیان ایک ایسا توازن پیدا کرتا ہے جس سے مسلمانوں کو دینوی اور دنیاوی دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"صدقہ گناہوں کے اثرات سے پاک و صاف کرتا ہے اور اموال کی برکت بڑھتی ہے۔" (فوائد عثمانی)

قرآن کریم نے قانون زکوٰۃ نافذ کر کے حاکم پر یہ فرض عاید کر دیا کہ وہ غرباء کی مالی امداد کریں۔

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں اس لیے دیا گیا ہے کہ بخیل کی کمینہ عادات جاتی رہتی ہیں"

مزید فرماتے ہیں:

"جب کسی مسکین کو کوئی حاجت پیش آتی ہے اور وہ زبانی

قول یا حال سے اس کے لئے خدا کے حضور میں گریہ وزاری کرتا ہے تو اس کا یہ عاجزی کرنا خدا کی بخشش کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس وقت مقتضائے مصلحت اکثر یہ ہوتا ہے کہ کسی ذکی شخص کو الہام اس پر چھا جاتا ہے اس کے موافق خدا کی خوشنودی پیدا ہوتی ہے اور اوپر سے نیچے سے دائیں سے بائیں سے برکتیں اس پر نازل ہوتی ہیں اور وہ قابلِ رحمت ہو جاتا ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ)

اگر زکوٰۃ وصدقات کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ادا کیا جائے، غریب اور نادار طبقے کی غربت ختم ہو سکتی ہے۔ اسلامی بیت المال بھر جائے گا اور ملک میں خوشحالی پیدا ہو جائے گی۔ الحادی نظریات خود بخود ختم ہو جائیں گے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "روٹی کا ایک نوالہ (خیرات کرنے) کی وجہ سے تین آدمی جنت میں جائیں گے۔

پہلا خیرات کرنے والا،
دوسرا پکانے والا اور
تیسرا فقیر اور مسکین کو جا کر دینے والا

جو کچھ راہِ خدا میں خرچ کیا جائے وہ مال حلال سے ہو۔

زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے سے مندرجہ ذیل اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

- زکوٰۃ دینے والے کے دل میں مال کی محبت اور حرص جیسی روحانی بیماریاں پیدا نہیں ہوتیں۔
- جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے ان کی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور ان کے دل سے دعا نکلتی ہے اور ہمدردی کے جذبات ابھرتے ہیں۔
- صدقہ بُری موت سے محفوظ رکھتا ہے اور عمر بڑھاتا ہے۔ اور حساب کتاب کے دن صدقہ دینے والا اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا۔ اور دھوپ کی شدت سے محفوظ رہے گا۔
- جس مال کی زکوٰۃ دی جاتی ہے وہ پاک صاف ہو جاتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے اور زکوٰۃ دینے والا شخص گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔
- زکوٰۃ ادا کرنا عذابِ دوزخ سے نجات پاتا ہے اور انسان کی فلاح وکامیابی کا سبب ہے۔ یہ ایک عبادت ہے اور حکم خداوندی ہے۔ صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہ دینے والا بڑے بڑے عذاب میں پھنسے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا فرمائی پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ مال قیامت کے روز اس آدمی کے سامنے زہریلے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کے زہریلے پن کی وجہ سے اس کے سر کے بال جھڑے ہوئے ہوں گے اور اس کی آنکھوں پر دو سفید نقطے ہوں گے۔ پھر وہ سانپ اس (زکوٰۃ نہ دینے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا اور کہے گا "میں تیری دولت ہوں میں تیرا خزانہ ہوں"۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل شخص جنت میں نہیں جائے گا۔

(طبرانی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں جو لوگ داخل ہوں گے ان میں زکوٰۃ نہ دینے والا بھی ہوگا۔

(طبرانی)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"جو لوگ گاڑ کر رکھتے ہیں سونا چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی جس دن کہ آگ دہکائیں گے اس مال پر دوزخ کی، پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں (اور کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے گاڑ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے گاڑنے کا

(پ ۱۰ ع ۱۱)

ترجمہ شیخ الہندؒ)

آج کل خوشحال لوگوں کے پاس گھروں میں سینکڑوں تولے سونا اور چاندی موجود ہوتا لیکن وہ فریضہ ادائیگی زکوٰۃ سے غافل ہیں۔ روپیہ پیسہ عیش وعشرت اور فضول کاموں میں ضائع کرتے ہیں لیکن زکوٰۃ ادا کرتے ہیں نہ ہی لڑکیوں کو وراثت میں ان کا حق ادا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ عبرتناک سزا کے مستحق ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو احکام خداوندی پر پابند رہنے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ترجمان اسلام
میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

محمد عثمان الوری
کراچی

رسولِ اکمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اشرف المخلوقات کی رہبری و رہنمائی کے لیے اپنے پیغمبروں کو دنیا میں مبعوث فرمایا ہے جو اُس دور کی پیدا شدہ گمراہی کی اصلاح کر کے لوگوں کو رشد و ہدایت کی جانب دعوت دیتے رہے اور طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ بڑی جرأت و شجاعت سے کر کے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تعلیم کا درس آخر تک دیتے ہوئے اپنی جانِ عزیز کی پرواہ کیے بغیر اس فریضہ کو ادا کرتے رہے۔ چنانچہ تاریخِ انسانی شاہد ہے کہ اس اہم مقصد کے لیے مخالفین نے بہت سے انبیاء و مرسلین کو اذیت ہی نہیں پہنچائی بلکہ بے دردی سے شہید بھی کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک توحید کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں یہ تو منظور رہے کہ توحید و رسالت کی تعلیم دیتے ہوئے انبیاء کرام اس مشن پر شہید تک ہوسکتے ہیں مگر شرک سے کسی طرح کی مصالحت نہیں ہو سکتی، کیونکہ غیرتِ خداوندی کے قطعاً یہ خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ؑ کی تعلیم کا مشترک حصہ توحید ہی رہا ہے۔

اور رسالت کی تکمیل خاتم النبیین پر کر دی گئی اور ساتھ ساتھ دین کی تکمیل اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ فرما کر پوری کر دی گئی۔ اب تا قیامت صرف اور صرف دینِ اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین قرار دیا گیا۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کی قرآنی سند دے کر رسول اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو آخری ثبوت دے کر کامل و مکمل کر دیا۔ چنانچہ آج چودہ سو سال بعد تمام مذاہب عالم کے پیشوا اور پیرو بھی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور اسلام آخری مذہب اور قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اپنی جگہ مستحکم اور مکمل ہیں کہ مادی و ترقی اور سائنسی دور سے ایٹمی دور تک آپ کی ارشاد فرمودہ تعلیم کی صداقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی، معاشرتی، سماجی، سیاسی، جہادی، علمی، عملی تعلیمات احادیث نبویہ اور سیرت نبویہ، اسوۂ حسنہ کے نام کے نام پر کتابی شکل میں دنیا میں موجود

ہے جو تمام سابقہ مذاہب کے مقابلے میں اپنی نظیر آپ ہے۔ دوسرے مذاہب کی اصل کتابوں کا وجود مفقود ہے اور ان کے رسولوں کی تعلیمات میں تحریف کر دی گئی ہے۔ اس کا اعتراف خود ان کے مذہبی پیشوا کو بھی ہے کہ ان کی اصل کتابیں اور تعلیم اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہے۔ یہ امتیازی شان اور عظمت اور صداقت صرف رسول اکرم اور ان کے لائے ہوئے دینِ اسلام ہی کو حاصل ہے جن کی تمام دینی اساس محفوظ، محبوب، مقبول اور مضبوط موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اقوامِ عالم میں اگر کوئی فلاح و بہتری کی بات ہوتی ہے تو وہ اسلام کی تعلیم کی ہی جزوی شے کا حصہ ہوتا ہے۔ آج بھی جنگ و امن اور عسکری اور جمہوری نظام اور مساوات کے دعویدار اگر کوئی بات کرتے ہیں تو وہ بھی چند اسلام کی تعلیم کو اپنے رنگ میں پیش کر کے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں خود ان کے پاس کوئی نسخۂ کیمیا نہیں جو ان کو ظلم و غلامی، تباہی اور بربادی سے بچا سکے جبکہ دینِ اسلام کی ہمہ گیری اور عالمگیری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک ہزار سال تک اکثر ملکوں میں اس قطعہ ارضی پر اس کی حکمرانی رہی اور جامع قوانین بہت سے علوم و فنون کی ایجادات کا سہرا بھی مسلمانوں کے سر رہا ہے اور آج بھی تمام دنیا کے لوگوں کی فلاح و بہبود کا راز اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے جو رسول اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ جاوید معجزہ ہے۔

ترجمانِ اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

شہر شہر سے

حکومت سے مذاکرات کا کوئی فائدہ نہیں

حضرت مولانا عبیداللہ انور کا بیان

لاہور: جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عبیداللہ انور مدظلہ نے سرکاری مجلس شوریٰ میں صدر ضیاء الحق کی تقریر پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس تقریر سے صدر نے اپنی طرف سے پیش کردہ سیاسی ڈھانچے کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدر ایک طرف تو سیاسی جماعتوں سے مذاکرات کر رہے ہیں اور دوسری طرف وہ مجلس شوریٰ (سرکاری) میں اس بات کی کوششیں کر رہے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں ترمیم کرکے انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جب حکومت اپنا طرز عمل تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں تو اس سے مذاکرات کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

مولانا اسلم قریشی کا اغوا سوچی سمجھی سازش ہے

★ مولانا زاہد الراشدی

(گوجرانوالہ) عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے۔

ان خیالات کا اظہار جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے آج یہاں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور راہنماؤں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

یہ اجلاس مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے دفتر میں مولانا قاضی اللہ یار کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مکاتب کے علماء کرام کے علاوہ خاکسار تحریک اور جماعت اسلامی کے راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ العلمائے پاکستان، مسلم لیگ اور جمعیۃ اہلحدیث کے رہنماؤں کی آپس میں ملاقاتیں

لاہور: جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما مولانا زاہد الراشدی اور جمعیۃ اہلحدیث کے علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جمعیۃ علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی سے ملک کی موجودہ صورتحال اور ہم خیال سیاسی جماعتوں کے اتحاد کے علاوہ وفاقی وزیر اطلاعات راجہ ظفر الحق کے بیان کی روشنی میں ملاقات کی۔

اس ملاقات میں ریٹائرڈ جنرل کے۔ ایم۔ اظہر اور ملک اکبر ساقی بھی موجود تھے۔ یہ ملاقات پیر اعجاز ہاشمی کی رہائش گاہ پر ہوئی۔ بعد ازاں مولانا زاہد الراشدی نے بتایا کہ جہاں تک قومی مسائل پر ہمارے نقطۂ نظر کا تعلق ہے ہمارے درمیان مکمل ہم آہنگی اور یکسانیت موجود ہے اور اب ضرورت صرف عملی پیش رفت کی ہے۔

علاوہ ازیں مولانا زاہد الراشدی نے مسلم لیگ کے سیکریٹری جنرل ایس۔ ایم۔ ظفر اور ریٹائرڈ جسٹس بشیر الدین خان سے بھی باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلۂ خیال کیا اور ملاقات کی۔

خرطوم میں پچاس لاکھ ڈالر کی شراب بہادی گئی

(خرطوم): دریائے نیل میں پچاس لاکھ ڈالر کی شراب بہادی گئی ہے۔

ایک حکم کے ذریعے صدر جعفر النمیری نے شراب کو سرکاری طور پر ممنوع قرار دے کر تمام شراب خانوں کو بند کرنے کا حکم دیا تھا اور خود شراب ضائع کرنے کی مہم میں شرکت کی۔

جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کا اجلاس

(کراچی) جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کا ایک اجلاس زیر صدارت ڈویژن کے امیر مولانا سید حسن المآب شاہ منعقد ہوا۔ اجلاس میں ملکی صورتحال پر غور و خوض کیا گیا۔ اجلاس میں ڈویژن کے عہدیداروں کے علاوہ کارکنوں

کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ سندھ کے رہنما اور ادارہ انوار القرآن کے پرنسپل الحاج مولانا فداء الرحمن درخواستی نے جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اہم فیصلوں سے کراچی ڈویژن کے عہدیداروں اور کارکنوں کو آگاہ کیا اور کراچی ڈویژن کے لیے متفقہ طور پر حضرت دلی ہزاروی کو ناظم اعلیٰ جبکہ مولانا عبدالکریم خطیب جامع مسجد الاخوان دستگیر مولانا غلام مصطفےٰ فاروقی خطیب مسجد کھیت دلی گارڈن، مولانا عبدالودود مہاجر کیمپ مولانا قاری اللہ داد محمود آباد کو ناظم مقرر کیا گیا۔ سیکرٹری اطلاعات قاری عبدالمجید محمود آباد اور سیکرٹری رابطہ اور سیکرٹری آفس معاویۃ القاسمی کو منتخب کیا گیا۔

آخر میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

ایک اور قرارداد میں اندرون سندھ میں بسوں کے اغوا، مسافروں کو لوٹنے اور یرغمال بنانے، ریلوے اسٹیشنوں اور قومی املاک کو نقصان پہنچانے ایسی مذموم حرکات پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور بحالی جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر تخریب کاری کی شدید مذمت کی گئی۔

۱۹۷۳ء کا آئین بحال کیا جائے

گذشتہ دنوں مرکزی جامع مسجد مدنی مہاجرین کالا گوجراں ضلع جہلم میں نظام العلماء تحصیل جہلم میں نظام العلماء تحصیل جہلم کا اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔

امیر — مولانا عبدالحلیم قاسمی
ناظم اعلیٰ — قاری محمد عمران جہانگیری
نائب ناظم — حافظ محمد الیاس
ناظم نشر و اشاعت — حافظ محمد رفیق
خازن — ریٹائرڈ صوبیدار محمد صادق
سرپرست — ماسٹر برکت علی

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ موجودہ حالات کو افہام و تفہیم سے بہتر بنایا جائے اور ۷۳ء کے آئین کو بحال کیا جائے۔

اجلاس نے نظام العلماء کی مرکزی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا۔

۱۔ سیاسی جماعتوں پر سے پابندی ختم کی جائے

۲۔ عام انتخابات فوری طور پر کرائے جائیں

کراچی: جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے امیر مولانا سید حسن المآب شاہ، صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ صوفی عبدالحنان اور ناظم محمد عثمان الوری نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں جلد سے جلد انتخابات کرا کر اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے سپرد کیا جائے۔ سیاسی جماعتوں پر عاید پابندیاں ختم کی جائیں اور پریس کو سیاسی جماعتوں کے خیالات و بیانات عوام تک پہنچانے کے لئے سنسرشپ ختم کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں عام انتخابات سے پہلے ووٹروں کی لسٹ میں ناموں کے درج کرنے کا کام شروع کر دیا جائے کیونکہ موجودہ ووٹر لسٹ میں چالیس پچاس فیصد لوگوں کا نام درج نہیں ہے۔ سابق مردم شماری میں یہ عمداً کیا گیا ہے۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ عام انتخابات سپریم کورٹ کی زیر نگرانی کرائے جائیں۔

رپورٹ
(عبدالباسط مرزا)

کراچی ڈویژن کے ناظم دفتر اور رابطہ سیکرٹری کا تقرر

کراچی: جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کراچی ڈویژن کے ایک پریس ریلیز کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے لیے رابطہ سیکرٹری اور ناظم دفتر معاویۃ القاسمی کو مقرر کیا گیا ہے۔ صوبائی جنرل سیکرٹری صوفی عبدالحنان اور کراچی ڈویژن کے امیر مولانا سید حسن المآب شاہ نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں جماعتی احباب اور ساتھیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس اہم دینی فریضہ کو سرانجام دینے کے لیے ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت
ہزارہ ڈویژن ایبٹ آباد

گزشتہ دنوں ایبٹ آباد میں ایک اجلاس زیر صدارت خان قلندر خان جدون منعقد ہوا۔ اجلاس سے خان آمین جان خان نائب صدر کے علاوہ مولانا شفیق الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد مکی، مولانا محمد دین صاحب خطیب جامع مسجد شیخ قاری عبدالشکور صاحب، سردار محمد یعقوب صاحب، بابو محمد رفیق صاحب سیکرٹری حاجی محمد اسلم نے خطاب کیا۔ مولانا شفیق الرحمن صاحب نے فرمایا کہ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، ایشیا کی واحد عظیم ترین اسلامی درسگاہ کے جملہ انتظامات کچھ اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہیں کہ انہیں کبھی بھی بھلایا نہ جا سکے گا نہ ہی یہ خلا آسانی سے پُر ہو سکے گا۔ اس عظیم درسگاہ کے لاکھوں فارغ التحصیل طلباء مولانا موصوف کی بے مثال و گرانقدر خدمات د

سرپرستی کو ہمیشہ کے لیے یاد رکھیں گے۔
آخر میں مولانا موصوف کی روح کو بذریعہ فاتحہ خوانی ایصال ثواب اور پسماندگان کے لیے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

مولانا عبدالرؤف ربانی کا دورہ سندھ

(کراچی): مشن ولی اللٰہی کی پاسبان تنظیم عزم محمود پاکستان پنجاب کے سرپرست مولانا عبدالرؤف ربانی نے گزشتہ دنوں سندھ کے دورہ پر کراچی میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا محمد ذکریا اور عزم محمود کے مرکزی صدر محمد معاویہ القاسمی سے ملاقات کی۔ انہوں نے اپنے قیام کے دوران کراچی میں مختلف علماء اور طلباء سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ اس کے علاوہ وہ مرکزی دفتر میں بھی تشریف لائے اور تنظیمی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کام کو آگے بڑھانے پر زور دیا۔

دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ میزانیہ کی منظوری

دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس آج یہاں دارالعلوم کے لائبریری ہال میں زیر صدارت حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی منعقد ہوا جس میں ملک کے دور دراز حصوں سے دارالعلوم کے ارکان نے شرکت کی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی وجہ سے مولانا سمیع الحق صاحب نے بجٹ پیش کیا جس میں دارالعلوم کے تمام شعبوں کی کارگزاری اور آمد و خرچ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی تھی۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے سال رواں کے اخراجات کے لیے بارہ لاکھ، ترپن ہزار، پانچ سو پچاس روپے کا میزانیہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ سال گزشتہ دارالعلوم کے مختلف مدات پر گیارہ لاکھ، اناسی ہزار، ایک سو اناسی روپے بارہ پیسے خرچ ہوئے۔ بجٹ اجلاس میں ارکان نے دارالعلوم کی ترقیاتی سکیموں پر کھل کر اظہار خیال کیا۔ دارالعلوم کے مثالی اور متوازن میزانیہ کو سراہا۔ اجلاس نے ملک و ملت کے مشاہیر علم و فضل دارالعلوم کے بعض اساتذہ و ارکان کے وفات پر اظہار تعزیت کیا اور اس ضمن میں مولانا قاری محمد قاسمیؒ، علامہ شمس الحق افغانی رحؒ، مولانا عبدالحلیم، صدر مدرس دارالعلوم، مولانا مصطفیٰ حسنؒ، مدرس دارالعلوم، مولانا عبدالقیوم پوپلزئی، مولانا عبدالواحدؒ گوجرانوالہ، مولانا حافظ نور محمد تلہ گنگ، مولانا دوست محمدؒ مردان، میاں مراد گلؒ کاکاخیل، رکن دارالعلوم محمد نواز خان خٹک اور دیگر حضرات کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی صحت کاملہ کے لیے دعا کی گئی جو پچھلے دو ہفتوں سے خیبر ہسپتال پشاور میں زیر علاج ہیں۔

(رپورٹ: حافظ محمد ایوب)

گوجرانوالہ گرلز کالج کی لیکچرار نے قادیانیت سے ترک کرکے اسلام قبول کر لیا

گوجرانوالہ: مقامی گرلز کالج کی ایک لیکچرار مس سیمیں شاہین بنت عبدالسبوح خان نے اپنے پیدائشی اور وراثتی عقیدہ قادیانیت کو چھوڑ کر اہلسنت والجماعت عقیدہ اپنانے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی مانتی ہیں۔ ان کے بعد دنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مولانا زاہد الراشدی نے مس سیمیں شاہین کے اسلام قبول کرنے کا خیر مقدم کیا ہے اور ایک بیان میں کہا ہے کہ اسلام کی حقانیت کے سامنے سرنگوں ہونا دنیا و آخرت کی سرفرازی کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کے نام سے ملت اسلامیہ کے خلاف استعماری قوتوں کی حمایت اور مسلمانوں کی نئی نسل کو ورغلانے کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس کا طلسم ٹوٹ رہا ہے اور تعلیم یافتہ نوجوانوں میں ملک و ملت اور دین کے خلاف قادیانی گروہ کی سرگرمیوں اور سازشوں کے بارے میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔

ربوہ سب تحصیل ختم نہ کی جائے

مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ جنگ لاہور ۲۳ اکتوبر ۸۳ء قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کا بیان "اسلام کے تیزی سے پھیلنے کے دن قریب آرہے ہیں" شائع ہوا ہے۔ طاہر صاحب نے بیرون ملک دورہ اور ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں کے ساتھ مذاکرات کا بیان کر کے یہ تاثر پیدا کیا ہے کہ اسلام قادیانیوں کے ذریعے پھیلے گا حالانکہ قادیانی خود باتفاق امت مسلمہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں مستقبل میں اسلام کو یقیناً نشاۃ ثانیہ حاصل ہوگی۔ اس وقت قادیانیوں کے ساتھ مرتدین ایسا سلوک کیا جائے گا اور اسلام کے نام پر جو قادیانی تحریک کی تبلیغ کی جارہی ہے یہ یہود و نصاریٰ کی امت محمدیہ کے خلاف سازش کا نتیجہ ہے۔

-- اسی ہفتہ میں اخباری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ربوہ سب تحصیل کا عملہ ربوہ سے لالیاں اور چنیوٹ تبدیل کر دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ربوہ سب تحصیل ختم کی جارہی ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو ربوہ ایک پراسرار "شہر" کی طرف رجعت قہقہری ہوگی جسے اہل اسلام ہرگز برداشت نہ کریں گے۔

-- اس سے قبل اندرون ربوہ کے بہار ٹیلی کو ریڈ ایریا قرار دے کر ہزاروں مسلمان مزدوروں کو ربوہ سے نکالنے کی کوشش کی جاچکی ہے۔

زاہد بلند شہری

تعارف و تبصرہ

تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدوں کا آنا ضروری ہے
تبصرہ باری آنے پر کیا جاتا ہے۔

موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی

مصنف — پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری
ناشر — دائرہ المعارف کراچی
ملنے کا پتہ — اسلامی کتب خانہ، نزد جامع مسجد علامہ بنوری نیو ٹاؤن، کراچی ۵
صفحات — ۲۰۰
قیمت — ۱۲/- روپے

یہ دراصل محترم ڈاکٹر نور محمد صاحب غفاری کا پنجاب یونیورسٹی کے لیے پی۔ ایچ ڈی کا مقالہ ہے جس میں انہوں نے انشورنس کے مروجہ نظام اور اسلامی ریاست کے اجتماعی کفالت کے نظام کا موازنہ کر کے اس نکتہ پر بحث کی ہے کہ اسلام اجتماعی کفالت (انشورنس کمپنی) کا مخالف نہیں بلکہ داعی ہے لیکن مروجہ نظام کفالت کی خرابیاں اور اسلامی اصولوں کے خلاف اس کے بعض پہلو اسے قبول کرنے میں حارج ہیں۔

جناب ڈاکٹر غفاری نے اپنے مقالہ میں اسلام کے اجتماعی نظام کفالت کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے درج ذیل عنوانات باندھے ہیں:

- انشورنس کا موجودہ نظام،
- اسلام اور انشورنس
- اسلام کا نظام تکافل اجتماعی اور اس کا تنظیمی ڈھانچہ
- تکافل کے ذرائع
- اسلامی ریاست بحیثیت جنرل انشورنس کمپنی
- سرکاری شعبہ میں اس کا طریق کار
- کفالتی ادارے اور نظام تکافل اجتماعی کے مقاصد وغیرہ

مؤلف نے دلائل و شواہد کے ساتھ اس حقیقت کو آشکارا کیا ہے کہ اسلام نے ریاست کے تمام شہریوں کو معاشی و معاشرتی حقوق کا تحفظ اور بیت المال کے ذریعہ ان کی کفالت کا جو نظام پیش کیا ہے وہ آج بھی دنیا کے جدید ترین نظاموں سے کہیں زیادہ بہتر اور ترقی یافتہ ہے۔

اس قسم کے موضوعات پر علمی بحث و تحقیق آج وقت کی اہم ضرورت ہے اور غفاری صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے کہ انہوں نے بظاہر ایک خشک عنوان کو دلائل و شواہد کے تسلسل کے ساتھ ایک دلچسپ اور نتیجہ خیز بحث میں تبدیل کر دیا ہے۔ کتابت و طباعت اچھی ہے۔ اسلام کے شرعی نظام زندگی و مملکت کو جدید دور کے تقاضوں پر پورا نہ اترنے کا طعنہ دینے والوں کو خاص طور سے اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

کشمیر کا بیٹا

تالیف — ظہور الدین بٹ
قیمت — چار روپے
ناشر — بچوں کا ادارہ ادب اطفال ۱۳۸ IV اے، سٹیلچ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور ۱۸

جناب ظہور الدین بٹ بچوں کے ادب کے حوالے سے جانے پہچانے ادیب ہیں۔ اس سے قبل ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بھی بچوں کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس میں مؤلف نے کیپٹن راجہ محمد سرور شہید کے حالات زندگی اور کشمیر کے محاذ پر بھارتی فوجوں کے خلاف ان کے مجاہدانہ کارناموں پر دلچسپ اور اچھے انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ کیپٹن راجہ محمد سرور شہید کی پیدائش، جوانی اور شہادت تک کے تمام واقعات کو اچھے انداز میں کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

ظہور صاحب کی بچوں سے قومی ہیروز کو متعارف کروانے کی یہ کوشش نہ صرف مستحسن ہے بلکہ موجودہ دور میں بچوں کو حقیقت سے دور لے جانے ادب کا توڑ بھی ہے۔

"کشمیر کا بیٹا" بچوں کے لیے پہلی مرتبہ ناول کے انداز میں لکھی جانے والی حقیقی واقعات کی روداد صرف روداد نہیں بلکہ بچوں کو کشمیر کے تاریخی پس منظر کی نوعیت سے آگاہی کے لیے بھی بہترین تصنیف ہے۔ چار رنگ کے آرٹ پیپر پر خوبصورت سرورق، عمدہ طباعت و کتابت اور اسی (۸۰) صفحات کی یہ کتاب صرف چار روپے میں دستیاب ہے۔

جمعہ کے غسل کی فضیلت

نافع بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو غسل کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور حکم دیتا ہے اب نئے سرے سے عمل کرو۔